تحبیر التجوید

الشیخ المقری قاری محمد ادریس العاصم

فاضل مدینہ یونیورسٹی

قراءت اکیڈمی
لاہور

قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Ilm-o-Aghi
The world of Knowledge

علم وآگہی علم کی دنیا
کتاب وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ کی رہنمائی کیلیے سرگرم عمل!

علم وآگہی علم کی دنیا پر پیش کی جانے والی تمام کتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔

- لوجہ اللہ ہر خاص وعام کیلیۓ ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ان کے استعمال کی اجازت ہے۔
- اپلوڈ کی جانے والی تمام کتب کا چناؤ قرآن وسنت اور مسلک سلف الصالحین کو مد نظر رکھتے ہوۓ کیا جاتا ہے۔
- ہر ممکن صاف ستھری کتب پیش کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی ومادی مقاصد کیلیۓ استعمال کرنے سے احتراز کریں کیونکہ یہ اخلاقاً' قانوناًاور شرعاً جرم ہے۔

مزید بہتری کیلیۓ قارئین کرام کی تجاویز کا انتظار رہے گا۔

والسلام

ilmoaghi@gmail.com

ilmoaghi.blogspot.com

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

تحبیر التجوید

تالیف

الشیخ المقری محمد ادریس العاصم

فاضل مدینہ یونیورسٹی

المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن بنگلہ ایوب شاہ لاہور
شیرانوالہ گیٹ

ناشر

قراءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	----------	**تحبیر التجوید**
مولف	----------	قاری محمد ادریس العاصم
ناشر	----------	قرآءت اکیڈمی لاہور
سرورق ڈیزائن و	----------	یونیک گرافکس
کمپوزنگ	----------	الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الذی انزل الفرقان خلق الانسان علمه البیان و الصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد سید ولد عدنان و علی اله و اصحابه اولوا البرو الاحسان و بعد:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کی ہے۔اس کے احکامات پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم اگر نہ اترتا تو یقیناً دنیا کو ہدایت نصیب نہ ہوتی۔اور نہ ہی حلال و حرام کی تمیز ہوتی۔

قرآن مجید حقیقت میں ایک عظیم معجزہ ہے اور اس کی صداقت اور حقانیت پر یہ صاف دلیل ہے کہ عرب لوگ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے قرآن کریم جیسا کلام لانے سے قاصر رہے۔ قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کے پڑھنے والے کے لیے بہت عظیم الشان انعامات ہیں۔ہر حرف پر دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن کریم کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے اور وہ حق علم تجوید سے حاصل ہوتا ہے۔ علم تجوید ایک مستقل علم ہے جس کے ذریعہ قرآن مجید کے حروف کی ادائیگی تلفظ محفوظ ہوتا ہے جو شخص اس علم کو جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خود بھی قرآن صحیح پڑھتا ہے اور دوسروں کو بھی صحیح پڑھا سکتا ہے۔

اس مختصر کتاب میں آسان اور عام فہم انداز میں تجوید کے قواعد اسی غرض سے جمع کیے گئے ہیں کہ حفاظ و طلباء ان کو یاد کر لیں۔اور ان قواعد کی روشنی میں قرآن کریم صحیح پڑھنے کی مشق کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلباء و حفاظ کے لیے خصوصاً اور عامۃ

الناس کے لیے عموماً نافع بنائے- آمین- اور اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے آمین-

ترتیب جدید میں کتاب کو مزید عام فہم اور سہل بنانے کے لیے زبان وبیان کو بہتر کیا گیا ہے-

آخر میں احقر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام زندگی قرآن اور علوم قرآن کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن خادمین قرآن کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے- آمین

العبد ناچیز : محمد ادریس العاصم عفی عنہ
خادم القرآن کریم
المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن
تکلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة و السلام علی سید المرسلین سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین۔ امابعد۔

تجوید کی بعض ضروری اصطلاحات

حرکاتِ ثلاثہ : زبر' زیر اور پیش کو عربی میں حرکات ثلاثہ کہتے ہیں۔جس حرف پر حرکت ہو' اسے متحرک کہتے ہیں۔

زبر : زبر کو عربی میں فتحہ اور نصب کہتے ہیں اور جس حرف پر زبر ہو' اسے مفتوح اور منصوب کہتے ہیں۔

زیر : زیر کو کسرہ اور جر کہتے ہیں اور جس حرف کے نیچے زیر ہو' اسے مکسور اور مجرور کہتے ہیں۔

پیش : پیش کو ضمہ اور رفع کہتے ہیں اور جس حرف پر پیش ہو' اسے مضموم اور مرفوع کہتے ہیں۔

ساکن : ایسا حرف جس پر کوئی حرکت نہ ہو ساکن کہلاتا ہے۔یعنی مجزوم ہو۔ جیسے : قُلْ کلام۔

مشدد : جس حرف پر شد ہو' اسے مشدد کہتے ہیں۔

تنوین : دو زبر' دو زیر' دو پیش نون تنوین کی علامت ہے۔

تجوید کی تعریف :

تجوید کے لغوی معنی ہیں ،عمدہ کرنا ،اچھا کرنا- مجودین کی اصطلاح میں ہر حرف کو اس کے مخرج سے بغیر کسی تکلف کے جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنا تجوید کہلاتا ہے-

تجوید کا موضوع : تجوید کا موضوع حروف تہجی ہیں-

تجوید کی غرض وغایت : تجوید کی غرض وغایت تصحیح حروف ہے-

تجوید کا فائدہ : تجوید کا فائدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے-

واضعین فن : اس فن کو وضع کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں-

(۱) مِنْ حَیْثُ الْاَدَآءِ : یعنی پڑھ کر بتلانے والے اور وہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے- جس طرح آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سنا- اسی طرح قواعد کے مطابق آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو پڑھادیا- چونکہ صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے- لہٰذا ان کو قواعد کی ضرورت نہ تھی- بعد میں جب عرب وعجم کا اختلاط ہوا تو قواعد کی ضرورت پیش آئی اس وقت قواعد کو جمع کیا گیا-

(۲) مِنْ حَیْثُ الْقَوَاعِدْ : یعنی قواعد جمع کرنے والے اس میں اختلاف ہے کہ یہ کون سے حضرات تھے عمومی طور پر ان حضرات ائمہ کے نام بیان کیے جاتے ہیں :

(۱) ابوالاسود الدؤلیؒ (۲) ابوالقاسم عبید اللہ بن سلامؒ (۳) خلیل بن احمد الفراہیدیؒ (۴) آئمہ قرآءات میں سے کسی نے قواعد کو مرتب کیا ہے جیسے ابو عمر حفص الدوری البصریؒ یا (۵) ابو مزاحم خاقانی (۶) موسیٰ بن عبید اللہ بن خاقان البغدادی المتوفی ۳۲۵ھ-"

علم تجوید کا مرتبہ : علم تجوید کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ افضل واشرف علوم میں سے ہے-کیونکہ اس کا تعلق کتاب اللہ کے ساتھ ہے جو تمام کتب سے افضل واعلیٰ ہے-

ارکان تجوید : تجوید کے چار ارکان ہیں-

(۱) مخارج الحروف کا جاننا (۲) صفات الحروف کا پہچانا

(۳) حروف کے تمام احکامات کو جاننا (۴) زبان کو حروف کی صحیح ادائیگی کا عادی بنانا-

نوٹ : یہ چیز حروف کی کثرت کے ساتھ مشق کرنے اور ماہرین اساتذہ سے تلقی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی-

سببِ تالیف وتدوین

عرب وعجم کا آپس میں اختلاط علم تجوید کی تالیف وتدوین کا سبب بنا-

مراتب تلاوت قرآن کریم

قرآن مجید کی تلاوت کے تین مراتب ہیں-

(۱) **ترتیل :** قرآن مجید کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ مخارج اور صفات کا لحاظ کر کے پڑھنا- جیسے جلسہ یا محفل میں تلاوت کی جاتی ہے-

(۲) **تدویر :** قرآن کریم کو ترتیل سے قدرے تیز اور احکام تجوید کا خیال رکھ کر پڑھنا- جیسے نماز میں جہراً پڑھا جاتا ہے-

(۳) **حدر :** قرآن کریم کو قواعد تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے تدویر سے تیز پڑھنا- جیسے نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے-

لحن

لحن کے لغوی معنی غلطی کے ہیں-اس کی تعریف یہ ہے:

"حروف کو تجوید کے خلاف اور غلط ادا کرنے کو لحن کہتے ہیں۔"

لحن کی اقسام : لحن کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لحن جلی (۲) لحن خفی

لحن جلی کی تعریف : لحن جلی کے معنی واضح اور بڑی غلطی کے ہیں۔

"حروف کے مخارج، صفات لازمہ اور حرکات و سکنات میں غلطی کرنا لحن جلی ہے۔" اور یہ حرام ہے۔

لحن جلی کی اقسام : لحن جلی کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں۔

(۱) ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا۔ جیسے :

عَلِيْمٌ کی جگہ اَلِيْمٌ، اَلصَّيْفِ کی جگہ السَّيْفِ اور قَلْبٌ کی جگہ كَلْبٌ پڑھنا۔

(۲) کسی حرف کو اس کی اصل سے گھٹا کر پڑھنا۔ جیسے :

وَلَا تَقْرَبَا کی جگہ وَلَا تَقْرَبْ، ضُيِّفِيْ کے بجائے ضَيْفِ اور عَرَفُوْا کی بجائے عَرَفَ پڑھنا۔

(۳) کسی حرف کو اس کی اصل سے بڑھا کر پڑھنا۔ جیسے :

نَعْبُدُ کی بجائے نَعْبُدُوْا، نَسْتَعِيْنُ کی بجائے نَسْتَاعِيْنُ اور غَيْرِ کی بجائے غَيْرِيْ پڑھنا۔

(۴) متحرک کی جگہ ساکن اور ساکن کی جگہ متحرک پڑھنا۔ جیسے :

اَرْسَلْنَا کی جگہ اَرَسَلَنَا پڑھنا یا ایک حرکت کو دوسری جگہ پڑھنا۔ جیسے :

اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ یا اَنْعَمْتِ پڑھنا۔

(۵) مشدد کی جگہ مخفف یا مخفف کی جگہ مشدد پڑھنا۔ جیسے :

اَنَّ کی جگہ اَنَ، رَبِّ کی جگہ رَبِ اور مِلَّةً کی جگہ مِلَةً پڑھنا۔

لحن خفی

تحسین حروف سے تعلق رکھنے والی صفات میں غلطی کو لحن خفی کہتے ہیں۔ مثلاً غنہ کی جگہ غنہ نہ کرنا۔
زبر یا پیش والی راء کو پر پڑھنے کی بجائے باریک پڑھنا یا پر لام کو باریک پڑھنا یہ غلطی لحن خفی ا؎ ہے اور یہ مکروہ ہے۔

استعاذہ اور بسم اللہ کے بیان میں

جس وقت بھی قرآن کریم کی تلاوت شروع کی جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا ضروری ہے۔ خواہ تلاوت سورت کے شروع سے کی جائے یا سورت کے درمیان سے نیز ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے سورت التوبہ (البراءۃ) کے۔ خواہ تلاوت کی ابتداء سورت کے شروع سے ہو یا پڑھتے پڑھتے کوئی سورت درمیان میں آجائے۔ تلاوت اگر سورت کے درمیان سے شروع کریں تو بسم اللہ میں اختیار ہے۔
تلاوت اگر سورۃ براءت سے شروع کی جائے تو بعض علماء تجوید ؎۲ کے نزدیک برکت حاصل کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر جب سورۃ انفال ختم کر کے

ا؎ لحن خفی ایسی پوشیدہ غلطی ہے جس کو صرف قراء محسوس کر سکتے ہیں۔ عوام کو اس کا احساس نہیں ہوتا مثلاً اخفاء اقلاب وغیرہ۔
یا ایسی باریک غلطی جس کا احساس صرف اور صرف ماہرین قراء ہی سکتے ہیں۔ مثلاً مفخم حرف کے بعد الف کا باریک پڑھ دینا حرکات کا ناقص ادا کرنا غنہ ایک الف سے کم یا زیادہ کرنا ان اغلاط کو لحن خفی میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔
۲؎ جمہور کے نزدیک بسم اللہ نہ پڑھے مگر اہوازی' ابو الحسن سخاوی اور ابو الفتح بن شیطا وغیرہم کے نزدیک جائز ہے۔ (النشر ج اول ص ۲٦۴)

سورۃ توبہ شروع کی جائے تو بسم اللہ ہرگز نہ پڑھی جائے اس وقت تین صورتیں جائز ہیں۔(۱) فصل (۲) وصل اور (۳) سکتہ یہ تین صورتیں بغیر بسملہ کے ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ابتداء کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ابتدائے تلاوت : ابتدائے سورت۔ یہاں استعاذہ اور بسم اللہ دونوں ضروری ہیں۔

(۲) ابتدائے تلاوت : درمیان سورت۔ یہاں صرف استعاذہ ضروری ہے اور بسملہ میں اختیار ہے۔

(۳) ابتدائے سورت : درمیان تلاوت۔ یہاں صرف بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

ابتدائے تلاوت: ابتدائے سورت میں استعاذہ اور بسم اللہ پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ اور سورۃ کو علیحدہ علیحدہ تین سانسوں میں پڑھنا اسے فصل کل کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝

(۲) استعاذہ اور بسملہ اور سورت کو ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھنا اسے وصل کل کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ
اللّٰهُ أَحَدٌ ۝

(۳) استعاذہ کو علیحدہ ایک سانس میں اور بسملہ اور سورت کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔اسے فصل اول، وصل ثانی کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ○

(۴) استعاذہ اور بسملہ کو ایک سانس میں ملا کر اور سورۃ کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔
اسے وصل اول، فصل ثانی کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ○

ابتدائے سورت درمیان تلاوت میں استعاذہ و بسملہ پڑھنے کی تین صورتیں
جائز ہیں اور ایک صورت ناجائز ہے۔

(۱) سورت کا آخر، بسملہ اور دوسری سورت کا آغاز، تینوں کو علیحدہ علیحدہ سانس میں
پڑھنا۔ جیسے :

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَالْعَصْرِ ○ اسے فصل کل کہتے ہیں۔

(۲) پہلی سورت کے آخر، بسملہ اور دوسری سورت کے ابتداء کو ملا کر تینوں کو ایک
سانس میں پڑھنا۔ جیسے :

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
"وَالْعَصْرِ○" اسے وصل کل کہتے ہیں۔

(۳) پہلی سورت کے اختتام پر وقف کر کے بسم اللہ اور سورت کی ابتداء ایک سانس
میں کرنا جیسے :

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالْعَصْرِ○ اسے فصل اول وصل ثانی کہتے ہیں۔

(۴) پہلی سورت کا اختتام اور بسم اللہ ایک سانس میں اور سورت کا آغاز دوسرے

سانس میں کرنا یہ صورت ناجائز ہے۔جیسے :

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ وَالْعَصْرِ ۝ اسے وصل اول فصل ثانی کہتے ہیں۔

یہ اس لیے ناجائز ہے کہ بسم اللہ کا تعلق اگلی سورت سے ہے اور وصل اول، فصل ثانی سے اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ بسم اللہ کا تعلق پچھلی سورت سے ہے۔

(۳) ابتدائے تلاوت اور درمیان سورت میں استعاذہ اور بسملہ کے پڑھنے کی دو صورتیں جائز ہیں اور دو ناجائز ہیں۔اس میں استعاذہ ضروری ہے اور بسملہ میں اختیار ہے۔اگر بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو دو صورتیں جائز اور دو ناجائز ہیں۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ اور آیت علیحدہ علیحدہ کر کے تین سانس میں پڑھنا۔اسے فصل کل کہتے ہیں۔

(۲) استعاذہ اور بسملہ کو ایک سانس میں اور آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا اسے وصل اول فصل ثانی کہتے ہیں۔یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔باقی دو صورتیں یعنی وصل کل اور فصل اول، وصل ثانی ناجائز ہیں۔

اگر بسملہ نہ پڑھی تو استعاذہ کا آیت کے ساتھ وصل اور فصل دونوں جائز ہیں۔وصل کرتے ہوئے یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں سے کوئی نام نہ ہو۔مثلاً :

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى ـ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ـ

دانتوں کا بیان

اکثر مخارج کا تعلق دانتوں کے ساتھ ہے اس لیے مخارج الحروف سے قبل دانتوں کے نام بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مخارج سمجھنے میں دقت نہ ہو۔انسان کے منہ میں عموماً بتیس دانت ہوتے ہیں۔سولہ دانت اوپر والے جبڑے میں اور سولہ دانت نیچے والے

جبڑے میں۔ جن میں بارہ دانت اور بیس داڑھیں ہوتی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) دانت : سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہا جاتا ہے۔

ثنایا عُلیا: سامنے کے اوپر والے دو دانت۔

ثنایا سُفلی : سامنے کے نیچے والے دو دانت۔

رباعیات یا قواطع : ثنایا کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کے چار دانت۔

انیاب یا کواسر : رباعیات کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں' اور اوپر نیچے کے چار دانت۔

(۲) ڈاڑھیں :

ضواحک : انیاب کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی چار ڈاڑھیں۔

طواحن : ضواحک کے ساتھ تین تین دائیں بائیں اور اوپر نیچے بارہ ڈاڑھیں۔

نواجذ : طواحن کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے چار ڈاڑھیں۔

ڈاڑھوں کو عربی میں اضراس کہتے ہیں۔ اضراس' ضرس کی جمع ہے اس لیے ضواحک' طواحن اور نواجذ کو مطلقاً اضراس کہتے ہیں۔

حروف کے مخارج کا بیان

مخارج جمع ہے مخرج کی۔ جس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ۔

مخرج کی تعریف : مجودین کی اصطلاح میں "حرف کو ادا کرتے وقت جس جگہ پر آواز ٹھہرتی ہے اسے مخرج کہتے ہیں۔ مخرج کی دو اقسام ہیں۔

(۱) مخرج محقق (۲) مخرج مقدر

(۱) مخرج محقق : "جب حلق، لسان اور شفتان کے اجزائے معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نکلے تو اسے مخرج محقق کہتے ہیں۔

(۲) مخرج مقدر : "جب حلق، لسان اور شفتان کے اجزائے معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نہ نکلے تو اسے مخرج مقدر کہتے ہیں"۔ یعنی جوف دھن اور خیشوم۔

مخارج کی تعداد میں اختلاف ہے۔ محقق اور مختار مذہب یہ ہے کہ حروف ہجا کے مخارج سترہ ہیں۔ ۔۳ جبکہ اصول مخارج ۔۴ پانچ ہیں۔

(۱) حلق (۲) لسان (۳) شفتان (۴) جوفِ دھن (۵) خیشوم

اصلِ اوّل

(۱) حلق : اس میں تین مخارج اور چھ حروف ہیں۔

مخرج (۱) : اقصیٰ حلق یعنی حلق کا وہ انتہائی حصہ جو سینہ سے ملا ہوا ہے۔ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں ہمزہ اور ھاء (ء۔ ھ) (ھائے ھوز)

مخرج (۲) : وسط حلق یعنی حلق کا درمیانی حصہ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ عین اور حاء (ع۔ ح) مہملہ

مخرج (۳) : ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ اول حصہ جو منہ کی جانب ہے۔ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ غین اور خاء (غ۔ خ) معجمہ۔ ان چھ حروف کو حلقیہ کہتے ہیں۔

۳۔ یہ مذہب خلیل بن احمد فراہیدی متوفی ۱۷۰ھ کا ہے اس مذہب کو ابو القاسم ہذلی اور محمد بن الجزری نے اختیار کیا ہے۔

۴۔ اصول اصل کی جمع ہے۔ اصل جڑ کو کہتے ہیں۔ قراء کے نزدیک جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں انہیں اصول مخارج کہتے ہیں۔

اصل ثانی

(۲) **لسان :** اس میں دس مخارج اور اٹھارہ حروف ہیں-

مخرج(۴) : زبان کی جڑ اور لہات ۵ کے متصل اوپر کا تالو اس سے قاف (ق) ادا ہوتا ہے-

مخرج (۵) : لہات کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر زبان اور اوپر کا تالو اُس سے کاف (ك) ادا ہوتا ہے-ان دونوں حروف کو لہاتیہ کہتے ہیں-

مخرج(٦) : زبان کا درمیانی حصہ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اُس سے جیم-شین اور یاء (ج. ش ی) جب کہ متحرک ٦ اور لین ہوں ادا ہوتے ہیں-

ان تینوں حروف کو باعتبار مخرج شجریہ ۷ کہتے ہیں-

مخرج (۷) : زبان کی کروٹ ۸ اور اوپر والی پانچ ڈاڑھوں کی جڑ نواجذ سے ضواحک تک دائیں یا بائیں طرف سے اُس سے ضاد (ض) ادا ہوتا ہے اور اسے باعتبار مخرج حافیہ ۹ کہتے ہیں-

---

۵ لہات عربی زبان میں کوے کو کہتے ہیں-کوا حلق میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو گلے کی نالی کے اوپر کی جانب لٹکا ہوا ہے یہ اوپر سے موٹا ہے اور اس کا سرا نوکدار ہے-اسے عربی میں لسان الصغیر (چھوٹی زبان) بھی کہتے ہیں-

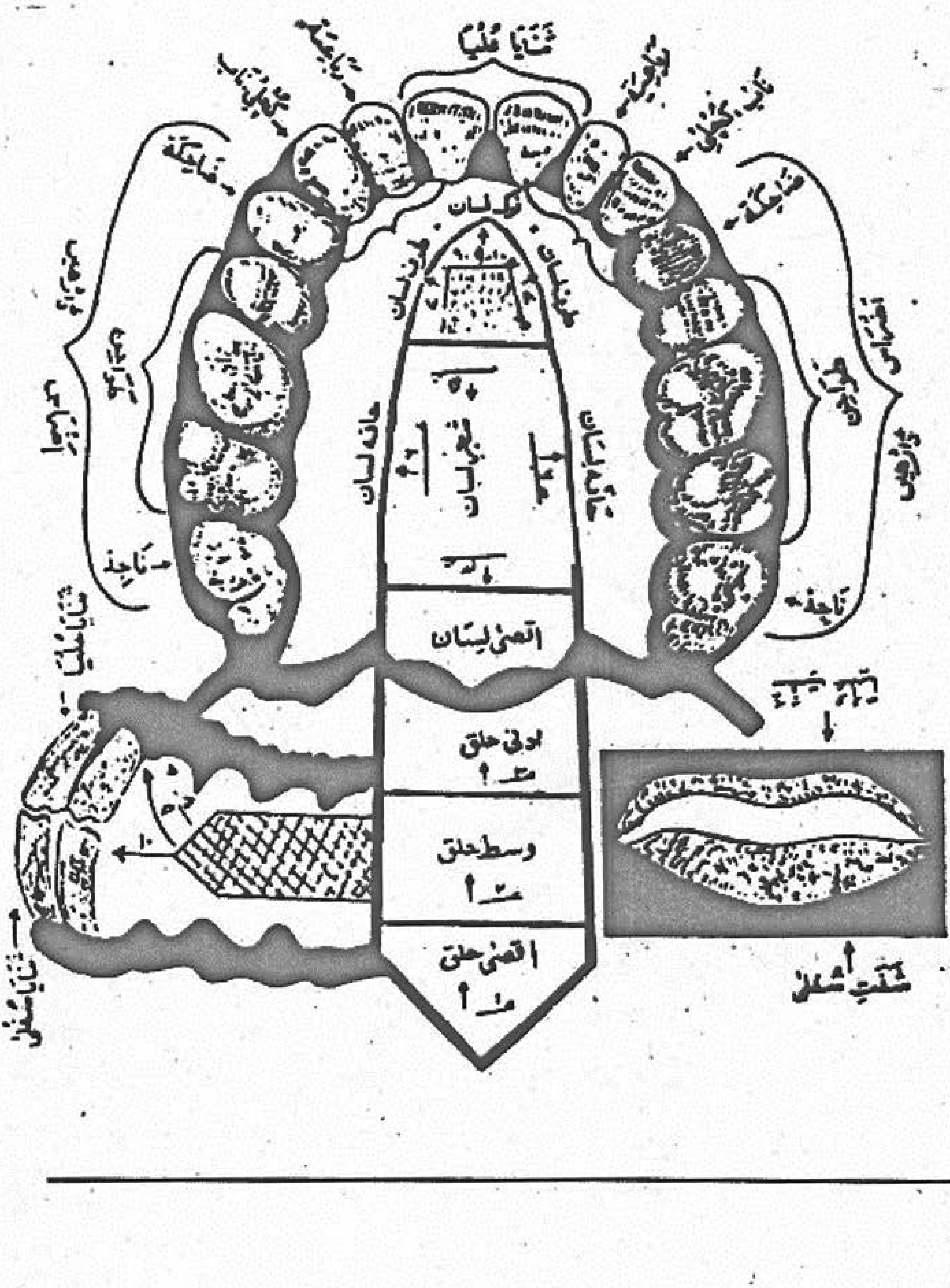
٦ جس یاء پر حرکت ہوگی اس کو متحرک کہتے ہیں جیسے يُوْقِنُوْنَ اور یاء ساکن ما قبل فتحہ ہو اس کو لین کہتے ہیں جیسے اَيْنَ

۷ شجر عربی زبان میں دونوں جبڑوں کے درمیان شگاف (دراڑ) اور جھری کو کہتے ہیں-اردو میں اس کا ہم معنی کوئی لفظ نہیں ہے چونکہ یہ تینوں حروف منہ کے درمیانی کھلے حصہ سے ادا ہوتے ہیں-اس لیے ان کو حروف شجریہ کہتے ہیں-

۸ ضاد کو زبان کے سرے اور سامنے کے دانتوں سے ادا کرنا بالکل غلط ہے-

۹ حافہ زبان کے اس حصہ کو کہتے ہیں-جو اوپر کی داڑھوں کی جڑ سے لگے-

نقشہ مخارج



مخرج (۸): زبان کا کنارہ مع ادنیٰ حافہ جب کہ ثنایا' رباعی' انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے لگے' اس سے لام (ل) ادا ہوتا ہے۔

مخرج (۹): زبان کا کنارہ جب کہ ثنایا' رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگے۔ اس سے نون (ن) ادا ہوتا ہے۔

مخرج (۱۰): زبان کا کنارہ مع پشت زبان جب کہ ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں سے لگے تو اس سے راء (ر) ادا ہوتا ہے۔ لام۔ نون اور راء کو طرفیہ اور ذلقیہ ۱۰ کہتے ہیں۔

مخرج (۱۱): زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ طاء۔ دال اور تاء (ط' د' ت) ان کو باعتبار مخرج نطعیہ ۱۱ کہتے ہیں۔

مخرج (۱۲): زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ ظاء۔ ذال اور ثاء (ظ' ذ' ث) ان کو باعتبار مخرج لثویہ کہتے ہیں۔ ۱۲

مخرج (۱۳): زبان کی نوک اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ صاد۔ زای اور سین (ص' ز' س) باعتبار مخرج انھیں اسلیہ ۱۳ کہتے ہیں۔

---

۱۰ ذلق عربی میں نوک کو کہتے ہیں چونکہ یہ حروف زبان کے سرے اور نوک سے ادا ہوتے ہیں اس لیے انھیں طرفیہ اور ذلقیہ کہتے ہیں۔

۱۱ نطع عربی میں ان چھوٹے گڑھوں اور شکنوں کو کہتے ہیں۔ جو اوپر کے تالو میں دانتوں کی جڑوں کے نزدیک واقع ہیں۔

۱۲ لثہ عربی میں مسوڑھوں کو کہتے ہیں یعنی لثہ منہ میں وہ نرم گوشت ہے جس میں دانت ترتیب سے جڑے ہوتے ہیں۔

۱۳ اسل زبان کے باریک اور نوک دار حصے کو کہتے ہیں۔

اصل ثالث

(۳) شفتان : اس میں دو مخارج اور چار حروف ہیں۔

مخرج (۱۴) : نیچے والے ہونٹ کی تری [۱۴] والا حصہ اور ثنایا علیا کا کنارہ۔اس سے فاء (ف) ادا ہوتی ہے۔

مخرج (۱۵) : دونوں ہونٹ ہیں۔اس سے باء۔ میم اور واؤ (ب' م' و) متحرک ولین ادا ہوتے ہیں۔باء دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ سے اور میم دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصہ سے ادا ہوتی ہے۔واؤ دونوں ہونٹوں کے گول ہو کر نا تمام ملنے سے ادا ہوتی ہے۔فاء' باء' میم اور واؤ کو حروف شفویہ [۱۵] کہتے ہیں۔

اصل رابع

(۴) جوفِ دھن :

مخرج (۱۶) : جوف دھن یعنی پورے منہ کا خالی حصہ۔اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔الف۔واؤ اور یاء (ا۔و۔ی) جب کہ تینوں مدہ ہوں۔یعنی واؤ ساکن ما قبل ضمہ ہو جیسے قُوْلُوْٓا۔

---

[۱۴] بعض مؤلفین نے مطلق فاء کا مخرج نچلا ہونٹ لکھا ہے۔یاد رہے کہ ہونٹ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ایک تری والا حصہ جو کہ منہ کی طرف ہے اور ایک خشکی والا حصہ جو کہ منہ کے باہر کی طرف ہے۔مطلق ہونٹ کے کہنے سے اگر کسی نے فاء خشکی والے حصہ سے ادا کیا تو یہ غلط ہوگا۔لہذا تری کی قید ضروری ہے۔

[۱۵] شفت عربی میں ہونٹ کو کہتے ہیں۔واؤ کی تین حالتیں ہیں۔مدہ' لین' متحرک جب واؤ ساکن ما قبل ضمہ ہو تو اسے واؤ مدہ کہتے ہیں جیسے قُوْلُوْٓا۔ اگر واؤ ساکن ما قبل فتح ہو تو اسے واؤ لین کہتے ہیں۔جیسے قَوْلٌ۔ واؤ پر حرکت ہو تو اسے متحرک کہتے ہیں۔جیسے وَمَاھُمْ لہذا شفتان سے لین اور متحرک کی حالت میں ادا ہوگی۔

یائے ساکن ما قبل کسرہ ہو جیسے اَجْرِیْ
الف ساکن بے جھٹکے ما قبل فتح ہو جیسے حَالٌ
ان تینوں کو حروف مدہ' جوفیہ یا ہوائیہ کہتے ہیں-

اصل خامس

(۵) خیشوم

مخرج (۱۷) : خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ۱۶ اس سے غنہ ادا ہوتا ہے-اور یہ نون میم کی ذاتی صفت ہے اور ہر حال میں پائی جاتی ہے-

حروف کی صفات کا بیان

صفات' صفت کی جمع ہے--جس کے معنی حالت اور کیفیت کے ہیں-

صفت کی تعریف :

حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت جو حالت اور کیفیت حرف کو لاحق ہوتی ہے- اسے صفت کہتے ہیں- مثلاً آواز کا بلند ہونا یا پست ہونا' نرم ہونا یا سخت ہونا اور موٹا یا باریک ہونا وغیرہ-

صفات کی دو اقسام ہیں :

(۱) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

صفات لازمہ ۱۷ کی تعریف :

ایسی صفات جو حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جائیں-اور اگر وہ صفات ادا

۱۶ یہ ناک کی جڑ کے اندرونی حصہ کی اس نرم سی رگ کا نام ہے جو جڑ کے شگاف میں ہے-
۱۷ صفات لازمہ کو ذاتیہ' لازمہ' مقومہ اور ممیزہ بھی کہتے ہیں-

نہ ہوں تو وہ حرف وہی حرف نہ رہے بلکہ دوسرے حرف سے بدل جائے یا ناقص ادا ہو

صفات لازمہ کی دو اقسام ہیں :

(۱) صفات لازمہ متضادہ (۲) صفات لازمہ غیر متضادہ

صفات لازمہ متضادہ کی تعریف :

صفات لازمہ متضادہ مقابل کی ایسی دو صفات کو کہتے ہیں کہ نہ تو وہ دونوں ایک حرف میں جمع ہو سکیں اور نہ کوئی حرف ان دونوں سے خالی ہو- صفات لازمہ متضادہ دس ہیں-

صفات لازمہ متضادہ کی تفصیل

(۱) صفت ہمس :

ہمس کے معنی پستی اور ضعف کے ہیں- اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے- انہیں مہموسہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخارج میں ایسی پستی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس جاری رہ سکے جیسے **يَلْهَثْ** کی ثاء- حروف مہموسہ دس ہیں جو **فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ** میں جمع ہیں-

(۲) صفت جہر :

جہر کے معنی بلندی کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں مجہورہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی بلندی اور زور سے ٹھہرنا کہ سانس بند ہو جائے جیسے **كَسَبْ** کی باء- اور یہ صفت حروف مہموسہ کے سوا باقی انیس ۱۸؎ حروف میں پائی جاتی ہے- صفت جہر صفت ہمس

۱۸؎ ہم نے شیخ محمد مکی نصر کی معتبر کتاب "نہایۃ القول المفید" سے صفات لازمہ متضادہ کے مجموعات اکٹھے کیے ہیں- صفت جہر کے انیس حروف کا مجموعہ یہ ہے : عُظْمُ' وَزْنُ' قَارِئٍ' ذِي' غَضٍّ' جِدِّ طَلَبِ

کی ضد ہے۔

(۳) صفت شدت :

شدت کے معنی سختی اور قوت کے ہیں۔اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں شدیدہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی سختی اور قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ آواز بند ہو جائے جیسے اَحَدٌ کی دال۔ حروف شدیدہ آٹھ ہیں۔جو اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ میں جمع ہیں۔

(۴) صفت رخوت :

رخوت کے معنی نرمی کے ہیں۔اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں رخوہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی نرمی سے ٹھہرنا کہ آواز جاری رہے جیسے لَتُسْئَلُنَّ کا سین۔صفت شدت صفت رخوت کی ضد ہے۔شدیدہ اور پانچ متوسط حروف کے سوا باقی سولہ ۱۹ حروف رخوہ ہیں۔

توسط :

توسط کے معنی ہیں بین بین یعنی درمیانی کیفیت اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں متوسطہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں نہ تو بالکل بند ہو جیسے صفت شدت والے حروف اور نہ بالکل جاری رہے جیسے صفت رخوت والے حروف۔بلکہ درمیانی حالت ہو۔اور یہ حروف لِنْ عُمَرْ میں جمع ہیں۔

(۵) صفت استعلاء :

استعلاء کے معنی ہیں اوپر بلندی کی طرف اٹھنا اور جن حروف میں یہ صفت پائی

---

۱۹ صفت رخوت کے سولہ حروف کا مجموعہ یہ ہے۔ خُذْ، غَثَّ حَظٍّ، فُضَّ، شَوْصٍ، زِیَّ، سَاہٍ

جائے انہیں حروف مستعلیہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف بلند ہو جاتی ہے- جسکی وجہ سے یہ حروف پر ہو جاتے ہیں- مثلاً قَالَ کا قاف یہ حروف سات ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں-

(۶) صفت استفال :

استفال کا معنیٰ نیچے رہنا اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں مستفلہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ نیچے ہی رہتی ہے- جس کی وجہ سے یہ حروف باریک ہو جاتے ہیں- مثلاً جِبْلُ کی لام- مستعلیہ کے سوا باقی بائیس حروف ۲۰؎ مستفلہ ہیں- صفت استعلآء صفت استفال کی ضد ہے-

(۷) صفت اطباق :

اطباق کے معنی لپٹنے اور اچھی طرح بند ہونے کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مطبقہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا وسط اوپر کے تالو سے اچھی طرح مل جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پر ہو جاتے ہیں- مثلاً تَطَّلِعُ کی طاء- حروف مطبقہ چار ہیں- ص ض ط ظ

(۸) صفت انفتاح :

انفتاح کے معنی الگ اور جدا رہنے کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف منفتحہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا وسط اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے- جس کی وجہ سے یہ حروف رقیق ادا ہوتے ہیں- جیسے قُلْ کا لام- مطبقہ کے سوا باقی پچیس حروف ۲۱؎ منفتحہ ہیں- صفت اطباق اور صفت انفتاح آپس میں مقابل ہیں-

---

۲۰؎ صفت استفال کے بائیس حروف کا مجموعہ یہ ہے : ثَبَتَ عِزُّ مَنْ يَجُوْدُ حَرْفُهُ إِذْ سَلَّ شَكَّا

۲۱؎ صفت انفتاح کا مجموعہ یہ ہے : مَنْ أَخَذَ وَجَدَ سَعَةً فَزَكَّا حَقٌّ لَهُ. شُرْبُ غَيْثٍ

(۹) صفت اذلاق :

اذلاق کے معنی پھسلنا اور کنارہ کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مذلقہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ یہ حروف ہونٹوں اور زبان کے کنارہ سے بہت سہولت اور جلدی سے ادا ہوتے ہیں- مثلاً فِیْ کی فاء یہ حروف چھ ہیں- جو فَرَّمِنْ لُّبٍّ میں جمع ہیں-

۱۰- صفت اصمات :

اصمات کے معنی منع کرنا اور روکنا کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مصمتہ کہتے ہیں- مفہوم یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخارج سے مضبوطی اور گرانی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں- مثلاً اِذْ کی ذال- مذلقہ کے سوا باقی تئیس حروف ۲۲ مصمتہ ہیں- صفت اذلاق اور صفت اصمات بھی باقی سابقہ صفات کی طرح آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں-

یہاں صفات لازمہ متضادہ کا بیان ختم ہوا- اور ہر حرف میں ان صفات میں سے پانچ صفات ضرور پائی جائیں گی-

صفات لازمہ غیر متضادہ کا بیان

غیر متضادہ کی تعریف : حروف کی وہ لازمی اور ضروری صفات ہیں کہ جن کا حروف میں پایا جانا لازمی ہو- مگر وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ ہوں- ضدیت اور تقابل ہرگز نہ ہو-

صفات لازمہ غیر متضادہ آٹھ ہیں اور یہ صفات بعض حروف میں پائی جاتی ہیں- اور بعض میں نہیں پائی جاتی ہیں-

---

۲۲ صفت اصمات کے تئیس حروف کا مجموعہ یہ ہے جُزْغَشٍّ سَاخِطٍ صِدْقَةً اِذْوَعْظُهٗ يَحُضُّكَ.

(۱) صفت قلقلہ : قلقلہ کے معنی حرکت دینا اور ہلانا کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے۔انہیں حروف مقلقلہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت حالت [۲۳] سکون میں ان کے مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ مثلاً حَطَبْ کی باء۔اور یہ حروف پانچ ہیں جو قُدْ طَبَجٍ میں جمع ہیں۔

(۲) صفت صفیر : صفیر کے معنی تیز سیٹی کے ہیں۔اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف صفیر یہ کہتے ہیں۔
مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے مثلاً اَحْسَنْ کی سین۔اور یہ صفت تین حروف میں پائی جاتی ہے صاد۔زای اور سین (ص، ز، س)

(۳) صفت لین : لین کے معنی نرمی کے ہیں۔اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف لینیہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت ان میں اتنی نرمی پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ یہ صفت دو حروف میں پائی جاتی ہے واؤ لین اور یائے لین۔ جیسے واؤ ساکن ما قبل فتح حَوْلَيْنِ، غَوْلٌ اور یائے ساکن ما قبل فتح کَيْفَ، وَيْلٌ وغیرہ۔

(۴) صفت انحراف : انحراف کے معنی پلٹنا اور مائل ہونا کے ہیں۔اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف منحرفہ کہتے ہیں۔اور یہ دو حروف ہیں۔ لام اور راء (ل۔ را) مثلاً اَلْاَرْضَ کا لام اور راء۔

---

[۲۳] حالت سکون سے یہ مراد نہیں کہ متحرک حالت میں صفت قلقلہ نہیں پائی جاتی۔ یہ صفت لازمہ ہے اور حروف قلقلہ میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ مگر حالت سکون اور وقفی حالت میں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔اور متحرک حالت میں کم محسوس ہوتی ہے کیونکہ حرکت کی وجہ سے حرف میں جنبش پہلے سے ہی موجود ہوتی ہے۔

مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ دوسرے حرف کے مخرج کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یعنی لام کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ راء[۲۴] کے مخرج کی طرف اور راء کے ادا کے وقت کنارہ زبان لام کے مخرج کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۵) صفت تکریر : تکریر کے معنی ہیں کسی چیز کا بار بار ہونا۔ اور جس حرف میں یہ صفت ادا ہوتی ہے اسے حرف مکررہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت زبان پر ایک قسم کا لرزہ یعنی کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت[۲۵] ہو جاتی ہے۔ اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔ جیسے اَرْسِلْ کی راء وغیرہ۔

(۶) تفشی : تفشی کے معنی پھیلنا اور منتشر ہونا کے ہیں۔ اور جس حرف میں یہ صفت پائی جائے اسے حرف متفشیہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں پھیل جاتی ہے۔ اور یہ صفت صرف حرف شین میں پائی جاتی ہے۔ جیسے **الْقُرَيْش** کا شین۔

(۷) غنہ : غنہ خیشومی آواز کا نام ہے اور یہ صفت نون اور میم میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ جس وقت ان کو مخرج سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو آواز بغیر کسی قصد کے ناک میں جاتی ہے۔ اس حالت میں ان کو حروف اغن کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل نون اور میم کے قاعدوں میں آئے گی۔

(۸) استطالت : استطالت کے معنی لمبا اور دراز کرنا کے ہیں۔ اور جس حرف میں یہ صفت پائی جاتی ہے اسے حرف مستطیلہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس کو

---

[۲۴] یعنی پشت زبان کی طرف۔ پشت زبان کا وہ حصہ ہے جو تالو کی طرف ہوتا ہے۔

[۲۵] اس حرف میں حقیقی تکرار ادا کرنا غلط ہے بلکہ مشابہت تکرار ہونی چاہیے۔

ادا کرتے وقت شروع حافہ سے آخر حافہ تک آواز کو درازی رہتی ہے۔ مثلاً الضَّآلِّیْنَ کا ضاد۔ اور یہ صفت صرف ضاد معجمہ میں پائی جاتی ہے۔

تنبیہ : حرف ضاد کی درازی حرف مدہ سے کم اور حرکت کی مقدار سے زیادہ ہوتی ہے۔ ضاد کو دال یا دال کے مشابہ پڑھنا یا بالکل ظاء پڑھنا بالکل غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کریں تو اس کی آواز بلا قصد ظاء کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔

فائدہ (۱) :

ہر حرف میں کم از کم پانچ صفات اور زیادہ سے زیادہ سات صفات ضروری ہوتی ہیں۔

فائدہ (۲) : صفات لازمہ میں سے (۱) جہر (۲) شدت (۳) استعلآء (۴) اطباق (۵) اصمات (۶) صفیر (۷) قلقلہ (۸) انحراف (۹) تکریر (۱۰) تفشی (۱۱) استطالت اور (۱۲) غنہ یہ بارہ صفات قویہ ہیں۔

اور باقی چھ یعنی (۱) ہمس (۲) رخوت (۳) استفال (۴) انفتاح (۵) اذلاق اور (۶) لین یہ چھ ضعیف ہیں۔

صفات عارضہ کے بیان میں

صفات عارضہ کی تعریف :

صفات عارضہ ~۲۶ ان صفات کو کہتے ہیں۔ جو حروف میں کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں۔ اور اگر یہ صفات ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت باقی نہ رہے۔

~۲۶ صفات عارضہ کو عارضیہ، محسنہ، مزینہ اور محلیہ بھی کہتے ہیں۔

صفات لازمہ اور صفات عارضہ میں بنیادی فرق

(۱) صفات لازمہ کی غلطی لحن جلی میں اور صفات عارضہ کی غلط لحن خفی میں داخل ہے۔

(۲) صفات لازمہ کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتا جبکہ صفات عارضہ کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہوتا ہے۔

(۳) صفات لازمہ سب حروف میں پائی جاتی ہیں۔ اور صفات عارضہ بعض حروف میں ہوتی ہیں۔اور بعض میں نہیں ہوتی۔

(۴) صفات لازمہ حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جاتی ہیں اور صفات عارضہ حروف میں کبھی پائی جاتی ہیں۔ اور کبھی نہیں۔ مجودین کے نزدیک مشہور صفات عارضہ یہ ہیں۔

(۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) ادغام (۴) اقلاب (۵) اخفآء (۶) غنہ زمانی (۷) صلہ (۸) تسہیل (۹) ابدال (۱۰) حذف (۱۱) مد فرعی

تفخیم و ترقیق کا بیان

لام کی تفخیم و ترقیق کے قواعد

تفخیم : لفظ اللہ [۲۷] کے لام میں تفخیم و ترقیق ہوتی ہے۔ اگر اس سے پہلے

---

[۲۷] لفظ اللہ کے لام کے سوا باقی سب لامات باریک ادا ہوتے ہیں۔ان میں صرف ترقیق ہی ترقیق ہوتی ہے۔ بعض ناواقف لوگ مَاوَلّٰهُمْ کے لام کو پر پڑھتے ہیں کہ اس کی آواز لفظ اَللّٰهُمَّ کے مشابہ ہوتی ہے۔اس کو صرف باریک ہی پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ وَلّٰی یُوَلِّی سے ماضی کا صیغہ ہے اور هُمْ ضمیر منصوب منفصل ہے۔

حرف پر زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کو پر پڑھا جاتا ہے- اسے تفخیم کہتے ہیں جیسے خَتَمَ اللّٰهُ. كَلَّمَ اللّٰهُ. رَسُوْلُ اللّٰهِ. يَدُاللّٰهِ. اسی طرح لفظ اَللّٰهُمَّ سے پہلے بھی اگر زبر یا پیش ہو تو اسے پر پڑھا جائے گا- مثلاً مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ- قَالُوا اللّٰهُمَّ-

ترقیق : اگر لفظ اللہ یا اَللّٰهُمَّ سے پہلے حرف پر زیر ہو تو اسے باریک پڑھا جاتا ہے جیسے يُوَفِّقِ اللّٰهُ، سَبِيْلِ اللّٰهِ. قُلِ اللّٰهُمَّ اسے ترقیق کہتے ہیں-

راء کی تفخیم وترقیق کے قواعد

راء کی تین حالتیں ہیں-

(۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) مختلف فیہ

بارہ حالتوں میں راء پر ہوتی ہے- سات حالتوں میں باریک ہوتی ہے- اور سات کلمات میں تفخیم وترقیق یعنی دونوں وجوہ ہوں گی-

(۱) راء پر زبر ہو جیسے نَصَرَكُمْ (پارہ ۹ سورۃ الاعراف)

(۲) راء پر پیش ہو جیسے مَكَرُوْا (پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم)

(۳) راء مشدد^۲۸ پر زبر ہو جیسے سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد)

(۴) راء مشدد پر پیش ہو جیسے شَرٌّ (پارہ ۱۹ سورۃ فرقان)

(۵) راء ساکن ماقبل زبر ہو جیسے زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد)

(۶) راء ساکن ماقبل پیش ہو جیسے اَلْخُرْطُوْمِ (پارہ ۲۹ سورۃ القلم)

---

^۲۸ راء مشدد مجودین کے نزدیک ایک راء کے حکم میں ہوتی ہے- اور اپنی حرکت کے موافق پر یا باریک پڑھی جاتی ہے- بعض ناواقف اس کو دو راء سمجھ کر ساکن کے قاعدہ میں شمار کر کے پر یا باریک پڑھتے ہیں یہ غلط ہے- اگر اس کو دو راء بھی شمار کریں تو پہلی راء دوسری کے تابع ہو گی-

(۷) راء ساکن ما قبل کسرہ عارضی ہو جیسے اِرْتَبْتُمْ (پارہ ۷ سورۃ مائدہ)

(۸) راء ساکن ما قبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے مَنِ ارْتَضٰی (پارہ ۲۹ سورۃ الجن)

(۹) راء ساکن ما قبل کسرہ اور مابعد حروف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔ جیسے قِرْطَاسٍ (پارہ ۷ اسورۃ انعام) اِرْصَادٍ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ) لَبِالْمِرْصَادِ (پارہ ۳۰۔سورۃ الفجر) فِرْقَةٍ (پارہ ۱۱۔سورۃ التوبہ)

(۱۰) راء ساکن ما قبل ساکن ما قبل زبر ہو جیسے اَلْاَبْصَارْ (پارہ ۲۳۔سورۃ ص)

(۱۱) راء ساکن ما قبل ساکن ما قبل پیش ہو جیسے اَلنَّاقُوْرْ (پارہ ۲۹۔ سورۃ المدثر)

(۱۲) راء مرامہ مضمومہ یعنی جس پر روم ۲۹ کے ساتھ وقف کیا جائے جیسے قَدِیْرٌ ؀ (پارہ ۲۹۔ سورۃ الملک)

(۲) ترقیق : راء کے باریک ہونے کی مندرجہ ذیل سات حالتیں ہیں۔

(۱) راء کے نیچے زیر ہو جیسے لِتُشْرِكَ (پارہ ۲۰۔سورۃ العنکبوت)

(۲) راء مشدد کے نیچے زیر ہو جیسے مِنَ الرِّيحِ (پارہ ۱۵۔سورۃ بنی اسرائیل)

(۳) راء ساکن ما قبل ۳۰ زیر ہو جیسے فَكَبِّرْ (پارہ ۲۹۔ سورۃ المدثر)

(۴) راء ساکن ما قبل ساکن ما قبل کسرہ ہو جیسے بِهِ السِّحْرُ (پارہ ۱۱۔سورۃ یونس)

(۵) راء ساکن ما قبل ۳۱ یاء ساکن ہو جیسے وَالْعِيْرْ (پارہ ۱۳۔سورۃ یوسف)

۲۹۔ وقف بالروم کی وضاحت وقف کے بیان میں آئے گی۔انشاء اللہ

۳۰۔ اس کی تین شرطیں ذہن میں رکھیں۔
(۱) کسرہ اصلی ہو (۲) اسی کلمہ میں ہو (۳) مابعد حروف مستعلیہ نہ ہو
ان شرائط کے پائے جانے سے راء باریک ہوگی ورنہ پر ہوگی۔

۳۱۔ راء ساکن ما قبل یاء ساکن ہو تو پھر ما قبل کی حرکت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

(۶) راء ممالہ یعنی وہ راء جس پر امالہ کیا جائے جیسے ۳۲ مَجْرِىٰهَا

(۷) راء مرامہ مکسورہ جس پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے۔ جیسے عُقْبَى الدَّارِ

(پارہ ۱۳۔ سورۃ الرعد)

(۳) مختلف فیہ : راء مختلف فیہ کی مندرجہ ذیل سات حالتیں ہیں۔

(۱) مِصْرَ ۳۳ جو کل چار جگہ قرآن مجید میں آیا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) سورۃ یوسف میں مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖ

(۲) سورۃ الزخرف میں مُلْكُ مِصْرَ

(۳) سورۃ یوسف میں اُدْخُلُوْا مِصْرَ

(۴) سورۃ یونس میں بِمِصْرَ بُيُوْتًا

(۲) فَاَسْرِ جو کہ تین جگہ آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے :

(۱) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ (ہود)

(۲) فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ (الدخان)

(۳) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ (الحجر)

(۳) اَنْ اَسْرِ جو کہ دو جگہ آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے :

(۱) اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ (طٰہٰ)

(۲) اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ اِنَّكُمْ (الشعراء)

---

۳۲ روایۃ حفصؒ میں صرف اسی کلمہ میں امالہ ہوا ہے اور اس کا تلفظ اسی طرح ہوگا جس طرح قطرے اور ہمارے کا ہوتا ہے۔

۳۳ مِصْرًا جو کہ سورۃ البقرہ میں ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس میں وصلاً وقفاً تفخیم ہی ہے۔

(۴) نُذُرٌ جوکہ سورۃ القمر میں چھ جگہ آیا ہے۔

(۵) وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ (سورۃ الفجر)

(۶) اَلْجَوَارِ جوکہ تین جگہ آیا ہے۔۔جس کی تفصیل اس طرح ہے :

(۱) وَلَهُ الْجَوَارِ (الرحمٰن) (۲) اَلْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ (شوریٰ)

(۳) اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ (تکویر)

(۷) عَيْنَ الْقِطْرِ (سورہ سبا) وقفاًدو وجہیں ہیں۔ترقیق بہتر ہے۔

یہ سب وہ کلمات ہیں جن میں وقفاً دو وجہیں یعنی تفخیم و ترقیق جائز ہیں۔

تنبیہ : ایسے کلمات جن میں تفخیم و ترقیق دونوں وجہیں جائز ہیں۔ان میں سے صرف كُلُّ فِرْقٍ (الشعرآء) میں وصلاً وقفاً تفخیم و ترقیق ہے باقی کلمات میں جو اختلاف ہے وہ وقفاً ہے وصلاً نہیں ہے۔

میم ساکن و مشدد کے قواعد

میم جب مشدد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے۔ناک میں آواز لے جانے کو غنہ کہتے ہیں۔غنہ کی مقدار ایک الف ۳۴ کے برابر ہے۔جیسے ثُمَّ، عَمَّ، لَمَّا وغیرہم۔

میم ساکن کے تین قواعد ہیں۔

(۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار

(۱) ادغام : میم ساکن کے بعد اگر میم متحرک آجائے تو وہاں ادغام ہوگا۔یعنی دونوں میمیں ایک ہو جائیں گی۔اور میم مشدد کی طرح اس میں غنہ بھی ہوگا۔جیسے

---

۳۴ ایک الف کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ علماء تجوید نے یوں بیان کیا ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو متوسط طریقہ سے بند کرنا اور کھولنا۔یہ محض ایک اندازہ ہے۔مگر اصل دارومدار اساتذہ سے مشق کرنے پر ہے۔

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ- اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ- وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ- اُخْرِجُكُمْ مِّنْ- جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ- لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ- وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ- فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وغیرہ-اس ادغام کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں-

(۲) اخفآء : میم ساکن کے بعد اگر باء آجائے تو وہاں اخفاء مع الغنہ ہو گا اس اخفآء کا طریقہ یہ ہے کہ:

"اس میم کو ادا کرتے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر، غنہ کی صفت بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جائے- اور پھر ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ کو سختی سے ملا کر باء کو ادا کیا جائے-

جیسے عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ- وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ- فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ- مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ- بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ- وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى- تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ- رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اسے اخفائے شفوی کہتے ہیں-

(۳) اظہار : میم ساکن کے بعد باء اور میم کے علاوہ ۳۵؎ اگر کوئی حرف آجائے تو وہاں اظہار ہو گا جیسے فِيْكُمْ رَسُوْلًا- مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ- لَكُمْ دِيْنُكُمْ- كُنْتُمْ اَمْوَاتًا- ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمْ- فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ- اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا- عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا-

اسے اظہار شفوی کہتے ہیں-

نون ساکن ومشدد کے قواعد

نون مشدد میں غنہ ضروری ہے جیسے اِنَّ، كُنَّا، ظَنَّ، مَنَّ وغیرہم-

---

۳۵؎ باء اور میم کے علاوہ باقی چھبیس حروف میں اظہار شفوی ہوتا ہے- الف کو اس لیے شمار نہیں کیا کہ ساکن حرف کے بعد الف کبھی نہیں آتا- لہٰذا میم ساکن کے بعد بھی الف نہیں آتا-

نون ساکن ونون تنوین کے چار قواعد ہیں :

(۱) اظہار (۲) ادغام (۳) اقلاب (۴) اخفاء

نون ساکن وہ نون ہوتا ہے جس پر کوئی حرکت نہ ہو، جیسے مَنْ، عَنْ، اِنْ وغیرہم۔

نون تنوین وہ نون ساکنہ زائدہ جو کلمہ کے آخر میں لاحق ہوتا ہے۔ نیز یہ دوزبر، دو زیر اور دو پیش کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے رِزْقًا۔ كُتُبٌ۔ صُلِحٌ وغیرہم۔

نون ساکن و تنوین کی آواز ایک ہی طرح کی ہے۔ اس لیے ان کے قواعد بھی یکساں ہیں۔

(۱) اظہار : اظہار۳۶ کے لغوی معنی ہیں ظاہر کر کے پڑھنا۔ اظہار کی تعریف یہ ہے کہ نون کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔ اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں اظہار ہو گا۔ جیسے اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا۔ اِنْ اَنْتُمْ۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ۔ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِنْ هٰذَا۔ وَانْحَرْ۔ يَنْئَوْنَ۔ عَنْ اَمْرِیْ۔ مِنْهُ۔ مِنْ هَارٍ۔ وغیرہم۔ اسے اظہار حلقی و حقیقی کہتے ہیں۔

(۲) ادغام : ادغام کے لغوی معنی ادخال کے ہیں۔

تعریف : پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کر کے پڑھنا کہ دونوں ایک ہی ساتھ مشدد ادا ہوں۔

قاعدہ : نون ساکن و تنوین کے بعد اگر حروف يَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آ

---

۳۶ اظہار اصل ہے کیونکہ یہ وقفاً وصلاً ادا ہوتا ہے اور یہ حروف حلقی کا محتاج نہیں ہے۔ عَنْ اَمْرِیْ میں اگر عَنْ پر وقف کریں تو بھی اظہار اور اگر وصل کریں تو بھی اظہار ہی ہو گا۔ خلاف اس کے ادغام۔ اخفاء اور اقلاب وصلاً ہوں گے وقفاً نہیں ہوں گے۔

جائے تو وہاں ادغام ہوگا۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ادغام مع الغنہ (۲) ادغام بلا غنہ

لام اور راء میں ادغام بلا غنہ اور یُوْمِنُ کے چار حروف میں ادغام مع الغنہ ہوتا ہے۔

شرط : اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ دو کلمے ہوں۔ یعنی نون ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور یُوْمِنُ کے چار حروف میں سے کوئی حرف دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو۔ اگر نون ساکن اور حروف یُوْمِنُ ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام نہیں ہوگا۔ بلکہ اظہار ہوگا۔ جیسے دُنْیَا۔ قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

نون کے ادغام کی امثلہ

مِنْ لُّغُوْبٍ۔ مِنْ رَّحِيْقٍ۔ مَنْ يَّقُوْلُ۔ مَنْ نَّشَآءُ۔ مِنْ وَّلِيٍّ۔ مِمَّنْ مَّعَكَ۔ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قَمَرًا مُّنِيْرًا۔ لِيَوْمٍ لَّا۔ نُوْحٍ وَّ عَادٍ۔ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔ اَجْرًا وَّمَا۔ مُخْلِصًا لَّهٗ۔ خَيْرٌ مِّنْهُ۔ مَرَدٌّ مِّنْهُ وغیرہ۔

(۳) اقلاب : اقلاب کے معنی بدلنے کے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ نون کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرنا۔ اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نون ساکن و تنوین کے بعد اگر باء آجائے چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو میں، تو نون کو میم سے بدل کر اخفاء کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے جیسے اَنْۢبَآءُ۔ مِنْۢ بُطُوْنِ۔ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا۔ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ اَلِيْمٌۢ بِمَا۔ قَوْمًاۢ بُوْرًا۔ فَاِنْۢ بَغَتْ۔ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ۔ مِنْۢ بَعْثِنَا۔ هَنِيْٓـًٔاۢ بِمَا۔ وغیرہ۔

(۴) اخفاء : اخفاء کے معنی چھپانا کے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ : ادغام اور اظہار کے درمیان پڑھنا اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد ان پندرہ

ادغام کی مطلقاً دو اقسام ہیں:

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

ادغام کبیر: مدغم و مدغم فیہ اگر دونوں متحرک ہوں اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے تو ایسا ادغام 'ادغام کبیر کہلاتا ہے۔۳۹ روایت حفصؒ میں بہت قلیل یعنی صرف ۴۰ پانچ کلمات میں ادغام کبیر ہوا ہے۔ کلمات یہ ہیں:

(۱) تَأْمُرُوٓنِّيٓ (زمر)(۲) اَتُحَآجُّوٓنِّيْ (الانعام)(۳) مَكَّنِّيْ (کہف)

(۴) لَا تَاْمَنَّا (یوسف) (۵) نِعِمَّا (البقرہ ونسآء دو جگہ)

ادغام صغیر: اگر مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو اس ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں جیسے قَدْ دَّخَلُوْ۔ اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو۔

باعتبار مدغم و مدغم فیہ 'ادغام کی تین اقسام ہیں:

(۱) مثلین (۲) متجانسین (۳) متقاربین

باعتبار کیفیت کے ادغام کی دو اقسام ہیں:

(۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص

(۱) ادغام تام:

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے۔ جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا۔ قُلْ رَّبِّ۔ مِنْ رَّسُوْلٍ وغیرہ۔

۳۹۔ امام ابو عمرو اور امام یعقوب کی قراءات میں ادغام کبیر بکثرت ہے۔

۴۰۔ چار کلمات میں حفصؒ کے نزدیک صرف ادغام ہی ادغام ہے۔ لیکن لَا تَاْمَنَّا میں دو وجہیں ہیں ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم۔

ادغام کی مطلقاً دو اقسام ہیں :

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

ادغام کبیر : مدغم و مدغم فیہ اگر دونوں متحرک ہوں اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے تو ایسا ادغام 'ادغام کبیر کہلاتا ہے--۳۹ رویت حفصؒ میں بہت قلیل یعنی صرف ۴۰ پانچ کلمات میں ادغام کبیر ہوا ہے-کلمات یہ ہیں :

(۱) تَأْمُرُوٓنِّيٓ (زمر) (۲) اَتُحَآجُّوٓنِّيْ (الانعام) (۳) مَكَّنِّيْ (کہف)

(۴) لَا تَاْمَنَّا (یوسف) (۵) نِعِمَّا (البقرہ و نسآء دو جگہ)

ادغام صغیر : اگر مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو اس ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں جیسے قَدْ دَّخَلُوْ- اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو-

باعتبار مدغم و مدغم فیہ 'ادغام کی تین اقسام ہیں :

(۱) مثلین (۲) متجانسین (۳) متقاربین

باعتبار کیفیت کے ادغام کی دو اقسام ہیں :

(۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص

(۱) ادغام تام :

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے- جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا- قُلْ رَّبِّ- مِنْ رَّسُوْلٍ وغیرہ-

---

۳۹- امام ابو عمرو اور امام یعقوب کی قراءات میں ادغام کبیر بکثرت ہے-

۴۰- چار کلمات میں حفصؒ کے نزدیک صرف ادغام ہی ادغام ہے- لیکن لَا تَاْمَنَّا میں دو وجہیں ہیں ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم-

(۲) ادغام ناقص :

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی رہ جائے۔ جیسے مَنْ یَّقُوْلُ۔ اَنْ یَّاْتِیَهٗ۔ اَنْ یُّغْوِیَکُمْ وغیرہ۔

ادغام کی تفصیل

(۱) ادغام مثلین :

ایسے دو حروف جن کی صفات اور مخرج ایک ہی ہوں مثلین کہلاتے ہیں۔ مثلاً ب، ب، ت ت، ث ث وغیرہم۔ مثلین میں ادغام صرف تام ہوتا ہے، ناقص نہیں ہوتا۔

مثلین میں چودہ حروف کا ادغام ہوا ہے، جن کا مجموعہ یہ ہے: فَعِ وَ کَلِّمْ تَهْدِ بِنَذِیْرٍ اس قسم کے ادغام کو ادغام صغیر مثلین تام کہتے ہیں۔

نیز اگر مدغم حرف مدہ ہو اور مدغم فیہ غیر مدہ ہو تو ادغام نہیں ہوگا۔ جیسے قَالُوْا وَمَالَنَا اور فِیْ یَوْمٍ وغیرہ۔

ادغام مثلین کی امثلہ

ف	فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ	م	اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ	ن	مَنْ نَّشَآءُ
ع	مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا	ت	کَانَتْ تَّعْبُدُ	ذ	اِذْ ذَّهَبَ
و	اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْا	ہ	مَالِیَهْ هَّلَكَ۔۴۱	ی	یٰبُنَیَّ
ك	یُدْرِكْ کُّمُ الْمَوْتُ	د	قَدْ دَّخَلُوْا	ر	وَاذْکُرْ رَّبَّكَ
ل	قُلْ لِّعِبَادِیَ	ب	اِذْهَبْ بِّکِتٰبِیْ		

۴۱۔ مَالِیَهْ میں ہائے سکتہ کی وجہ سے ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔

(۲) ادغام متجانسین :

ایسے دو حروف جن کا مخرج ایک ہو' مگر صفات میں اختلاف ہو متجانسین کہلاتے ہیں- مثلاً ت ط' ث ذ' ذ ظ وغیرہم-

متجانسین میں ادغام تام وادغام ناقص دونوں ہوتے ہیں- لیکن حروف حلقی کا ادغام اپنے ہم جنس میں نہ ہوگا- جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ -

اسی طرح حروف شجریہ بھی اس ادغام سے مستثنیٰ ہیں جیسے اَشْيَآءَ.

ادغام متجانسین کی امثلہ ۴۲؎

ت کا د میں	اُثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ	د کا ت میں	قَدْتَّبَيَّنَ
ت کا ط میں	وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ	ذ کا ظ میں	اِذْظَّلَمُوْا
ث کا ذال میں	يَلْهَثْ ذّٰلِكَ	ب کا م میں	اِرْكَبْ مَّعَنَا

مذکورہ تمام حروف میں صرف ادغام تام ہی ہوا ہے- مندرجہ ذیل کلمات میں طاء کا ادغام تاء میں ناقص ہوا ہے- جیسے : بَسَطْتَّ- اَحَطْتُّ- مَافَرَّطْتُّ- مَا فَرَّطْتُّمْ-

کیونکہ ادغام کے وقت مدغم یعنی طاء کی صفت استعلآء واطباق باقی رہ جاتی ہے-

(۳) ادغام متقاربین :

ایسے دو حروف جو قریب المخرج ہوں یا ان کی صفات میں اختلاف پایا جاتا ہو' متقاربین کہلاتے ہیں- جیسے : ن- ل- ن ر- ق ك وغیرہم-

متقاربین میں بھی ادغام تام وناقص دونوں طرح کا ہوتا ہے- مگر جب مدغم حرف

۴۲؎ یہ ادغام متجانسین صرف انہیں کلمات میں ہوا ہے-

حلقی ہو تو پھر قطعاً ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے فَسَبِّحْهُ،

اسی طرح اگر پہلے حرف حلقی اور بعد میں حرف غیر حلقی ہو تب بھی ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا.

اسی طرح لام کا ادغام نون میں نہیں ہوگا۔ ۴۳ مثلاً بَلْ نَظُنُّكُمْ، جَعَلْنَا

ادغام متقاربین کی مثالیں

(۱) لام کا راء میں جیسے قُلْ رَّبِّ اور نون کا راء میں جیسے مِنْ رَّبِّكُمْ ادغام تام ہوتا ہے۔

(۲) نون کا واؤ اور یاء میں ادغام ناقص ہوتا ہے۔ جیسے مِنْ وَّلِيٍّ۔ مَنْ يَّقُوْلُ۔ مِنْ وَّالٍ۔ مَنْ يَّشَآءُ وغیرہ۔

(۳) قاف کا کاف میں ادغام تام و ناقص دونوں طرح ہوتا ہے جیسے نَخْلُقْكُّمْ تام اولیٰ ہے۔

(۴) نون کا میم میں ادغام مختلف ۴۴ فیہ ہے، جیسے : مِنْ مَّآءٍ وغیرہ۔

فائدہ : اِرْكَبْ مَّعَنَا اور يَلْهَثْ ذّٰلِكَ میں بطریق جزریؒ ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔ مگر بطریق شاطبیؒ صرف ادغام ہے۔ اسی طرح : يٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ، نٓ وَ الْقَلَمِ میں علامہ جزریؒ کے نزدیک ادغام و اظہار اور علامہ شاطبیؒ کے نزدیک صرف اظہار ہی ہے۔

---

۴۳ ادغام تخفیف کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگر ادغام سے ثقل ہو تو پھر ادغام نہیں کیا جاتا۔

۴۴ یعنی اس میں ادغام تام و ناقص دونوں جائز ہیں۔ اگر غنہ نون کا مانا جائے تو ناقص ہوگا اور اگر میم کا غنہ مانا جائے تو ادغام تام ہوگا۔ مگر یہ اختلاف صرف لفظی ہے۔ ادا میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ادا پر ناقص و تام ادغام کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دیگر کلمات میں ادغام تام و ناقص کے وقت ادا پر اثر ہوتا ہے۔ جیسے بَسَطْتَّ۔ مَنْ يَّقُوْلُ وغیرہ

لام تعریف کے اظہار وادغام کا قاعدہ

لام تعریف یا لام اَلْ اگر حروف شمسیہ ۴۵ پر داخل ہو تو ادغام ہو گا- حروف شمسیہ چودہ ہیں :

تَثْ، دَذْ، رَزَسْ، شَصْ، ضَطْ، ظَلَنَ

ادغام کی مثالیں

ت	اَلتَّائِبُوْنَ	ز	اَلزَّيْتُوْنَ	ط	اَلطَّيِّبُوْنَ
ث	اَلثُّلُثِ	س	اَلسَّاجِدُوْنَ	ظ	اَلظَّالِمُوْنَ
د	اَلدَّارِ	ش	اَلشَّجَرَةَ	ل	اَللّٰعِنُوْنَ
ذ	اَلذِّكْرِ	ص	اَلصَّابِرُوْنَ	ن	اَلنَّارُ
ر	اَلرَّحْمٰنِ	ض	اَلضَّآلُّوْنَ		

لام تعریف اگر حروف قمریہ ۴۶ پر داخل ہو تو اظہار ہو گا- حروف قمریہ چودہ ہیں- جن کا مجموعہ یہ ہے : اِبْغِ حَجَّكَ وَ خَفْ عَقِيْمَهٗ.

۴۵- ان حروف کو شمسیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح سورج کی موجودگی میں ستاروں کی روشنی، سورج کی روشنی میں جذب ہو جاتی ہے- اسی طرح حروف شمسیہ میں لام تعریف مدغم ہو کر غائب ہو جاتا ہے- لام تعریف ستاروں کے مرتبہ میں ہے اور حروف بمنزلہ سورج کے ہیں-

۴۶- ان حروف کو قمریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چاند کی موجودگی میں ستارے غائب نہیں ہوتے بلکہ موجود رہتے ہیں اسی طرح حروف قمریہ کے لام تعریف کے بعد آنے سے لام مدغم ہو کر غائب نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات میں باقی رہتا ہے-

اظہار کی مثالیں

ء	اَلْاَرْضُ	ك	اَلْكَوْثَرُ	ق	اَلْقَمَرُ
ب	اَلْبَرْقُ	و	اَلْوَاقِعَةُ	ی	اَلْيَوْمُ
غ	اَلْغَيْبِ	خ	اَلْخَيْرُ	م	اَلْمُسْتَقِيْمُ
ح	اَلْحَمِيْرُ	ف	اَلْفَجْرِ	ہ	اَلْهُدٰى
ج	اَلْجَارُ	ع	اَلْعُسْرُ		

فَالْتَقَطَهٗ- اٰلُ فِرْعَوْنَ اور فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ میں جو لام ہے یہ لام تعریف نہیں ہے- بلکہ یہ لام فعل ہے- اس لیے یہاں صرف اظہار ہی ہوگا-

ہمزہ کے قاعدوں کے بیان میں

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں-

(۱) ہمزہ وصلی (۲) ہمزہ قطعی

(۱) ہمزہ وصلی :

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف ہو جائے ہمزہ وصلی کہلاتا ہے' جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اصل میں رَبِّ اَلْعٰلَمِيْنَ ہے- وصلاً ہمزہ وصلی گر گیا-

(۲) ہمزہ قطعی :

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف نہ ہو' ہمزہ قطعی کہلاتا ہے جیسے فَلَآ اُقْسِمُ میں اُقْسِمُ کا ہمزہ قطعی ہے اس لیے وسط کلام میں حذف نہیں ہوا-

ہمزہ کے چار قاعدے ہیں-

(۱) تحقیق (۲) تسہیل (۳) ابدال (۴) حذف

(۱) تحقیق : ہمزہ کو اس کے مخرج سے جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ جیسے ءَاَنْتُمْ۔ ءَاِنَّکَ۔ ءَاِنَّا۔ ءَاُنْزِلَ وغیرہم۔

(۲) تسہیل : ہمزہ کو حروف مدہ اور ہمزہ کے درمیان پڑھنا تسہیل کہلاتا ہے تسہیل صرف اسی وقت ہوتی ہے۔ جب دو ہمزہ متصلہ طور پر جمع ہوں۔ مثلاً ءَ اَعْجَمِیٌّ۔

تسہیل کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) تسہیل وجوبی (ب) تسہیل جوازی

(الف) تسہیل وجوبی : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ دونوں قطعی متحرک ہوں تو انہیں خوب تحقیق سے پڑھا جائے گا۔ جیسے ءَاَسْلَمْتُمْ۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔ ءَاُشْهِدُوْا مگر اس سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ ءَ اَعْجَمِیٌّ' (سورۂ حم سجدہ) اس میں روایت حفصؒ میں صرف تسہیل ہی تسہیل ہے۔ اسے تسہیل وجوبی کہتے ہیں۔

(ب) تسہیل جوازی : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ میں تسہیل جائز ہے۔ اسے تسہیل جوازی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف چھ کلمات ایسے ہیں جن میں تسہیل جوازی ہوتی ہے۔ مثلاً ءَآللّٰهُ [۴۷]، ءَآلذَّكَرَيْنِ [۴۸]، ءَآلْئٰنَ [۴۹]

---

[۴۷] ایک سورۃ یونس میں اور ایک سورۃ النمل میں

[۴۸] دو جگہ سورۃ الانعام

[۴۹] دو جگہ سورۃ یونس میں۔ مذکورہ چھ کلمات میں تسہیل کی حالت میں مد نہ ہوگا۔ ابدال کی صورت میں مد فرعی ہوگا۔ جس کا بیان آئندہ آرہا ہے۔

(۳) ابدال : ہمزہ ساکنہ یا متحرکہ کو ما قبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے بدلنا ابدال کہلاتا ہے- جیسے آللّٰہُ اصل میں ءَ اَللّٰہُ تھا- اٰمَنُوْا اصل میں ءَ اٰمَنُوْا تھا-

ابدال کی بھی دو قسمیں ہیں-

(الف) ابدال وجوبی (ب) ابدال جوازی

(الف) ابدال وجوبی :

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کا ما قبل کی حرکت کے موافق حرف مدہ سے ابدال ہو گا- اسے ابدال وجوبی کہتے ہیں- مثلاً اٰمَنُوْا، اِیْمَانٌ کہ اصل میں اَءْ مَنُوْا- اور اِءْ مَانٌ تھا-

ہمزہ ساکنہ منفردہ :

اگر ہمزہ ساکنہ منفردہ کلمہ کے شروع میں ہو تو اس کلمہ سے ابتدا کرنے کے لیے ہمزہ وصلی شروع میں لایا جائے گا- اور اس ہمزہ ساکنہ کا ما قبل کی حرکت کے مطابق حروف مدہ سے ابدال بھی ہو گا- جیسے فِی السَّمٰوٰتِ ط اِیْتُوْنِیْ کہ وصلاً فِی السَّمٰوٰتِ اءْ تُوْنِیْ ہو گا- اس قسم کا ابدال صرف ہمزہ ساکنہ منفردہ والے کلمات میں ابتدا کے وقت ہی ہوتا ہے- وصلاً ابدال نہیں ہو گا- اور ہمزہ وصلی بھی وسط کلام میں حذف ہو جائے گا اسے بھی ابدال وجوبی کہتے ہیں-

(ب) ابدال جوازی :

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ کا الف سے ابدال جائز ہے- اس لیے اسے ابدال جوازی کہتے ہیں-

ابدال جوازی صرف چھ قرآنی کلمات میں ہوا ہے :

آللّٰہُ ءَ آلذّکَرَیْنِ – ءَ آلْئٰنَ

(۴) حذف : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو گرا کر پڑھنا حذف کہلاتا ہے۔ پورے قرآن مجید میں اس مذکورہ قاعدہ کے چھ کلمات ہیں۔ جن مین حذف کا قاعدہ پایا گیا ہے۔ جیسے

(۱) اَسْتَکْبَرْتَ (ص) اَسْتَکْبَرْتَ اصل میں ءَ اِسْتَکْبَرْتَ ہے۔

(۲) اَفْتَرٰی (سبا) اَفْتَرٰی اصل میں ءَ اِفْتَرٰی ہے۔

(۳) اَتَّخَذْنٰھُمْ (ص) اَتَّخَذْنٰھُمْ اصل میں ءَ اِتَّخَذْنٰھُمْ ہے۔

(۴) اَطَّلَعَ (مریم) اَطَّلَعَ اصل میں ءَ اِطَّلَعَ ہے۔

(۵) اَصْطَفٰی (صافات) اَصْطَفٰی اصل میں ءَ اِصْطَفٰی ہے۔

(۶) اَسْتَغْفَرْتَ (منافقون) اَسْتَغْفَرْتَ اصل میں ءَ اِسْتَغْفَرْتَ ہے۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

(۱) اسم : اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) اسمائے مصادر (ب) اسمائے غیر مصادر

(الف) اسمائے مصادر : مصدر وہ اسم ہوتا ہے جس سے افعال اور اسمائے مشتقہ نکلیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمے کے آخر میں نا آتا ہے۔ جیسے اِنْتِقَامٌ. اِبْتِغَاءٌ. اِفْتِرَاءٌ

ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے- علاوہ باب افعال کے-

(ب) اسمائے غیر مصادر : وہ اسماء جو مصدر نہ ہوں ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے- یہ اسماء کل دس ہیں- مگر قرآن مجید میں صرف سات ہیں- اِبْنٌ، اِبْنَتٌ، اِمْرُءٌ- اِمْرَاَةٌ اِسْمٌ- اِثْنَيْنِ- اِثْنَتَيْنِ-

(۲) فعل : فعل کا ہمزہ وصلی مکسور یا مضموم ہوتا ہے اور ہمزہ قطعی مفتوح ہوتا ہے کہ :

(الف) اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرہ، فتح یا ضمہ عارضی ہو تو فعل کا ابتدائی ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے- مثلاً اِضْرِبْ- اِقْرَءْ- اِتَّقُوْا- اِصْبِرُوْا وغیرہم

(ب) اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو تو فعل کا ابتدائی ہمزہ وصلی مضموم ہوگا- مثلاً اُقْتُلُوْا- اُخْرُجُوْا- اُدْخُلُوْا- اُكْتُبُوْا وغیرہم

(ج) باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے- اور اسی طرح مضارع واحد متکلم کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے- جیسے اَنْصُرُ- اَضْرِبُ - اَعْلَمَ- اَكْرَمَ- اَرْسَلَ وغیرہم

(۳) حرف : لام تعریف کے سوا تمام حروف کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے- مثلاً اَوْ- اَمْ- اِنْ- اِنَّ- اَنَّ- اَلَا وغیرہم-

لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مفتوح ہوتا ہے جیسے اَلنَّصِيْرُ اور اَلْحَدِيْثُ وغیرہ-

---

همزة الأعلام :

قرآن مجید میں عجمی غیر عربی اسماء ذکر کیے گئے ہیں- ان کا شروع والا ہمزہ همزة الأعلام کہلاتا ہے- اور وہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور وسط کلام میں حذف نہیں ہوتا- جیسے اِبْرٰهِيْمَ- اِسْمٰعِيْلَ- اِسْحٰقَ- اِدْرِيْسَ- اِلْيَاسَ- اِنْجِيْلَ- اِسْرَآئِيْلَ- اِبْلِيْسَ-

---

مد کے بیان میں

مد کے لغوی معنی کھینچنا اور دراز کرنا کے ہیں۔

مد کی تعریف :

"اَطَالَةِ الصَّوْتِ عَلٰى حَرْفِ الْمَدِّ" یعنی حروف مدہ پر آواز کا دراز کرنا۔

مد کی دو قسمیں ہیں :

(۱) مد اصلی (۲) مد فرعی

(۱) **مد اصلی :** حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار کے مطابق کھینچنا اور وہ کسی سبب پر موقوف نہ ہو۔ جیسے :

قَالَ۔ قِيْلَ۔ قُوْلُوْا وغیرہم۔

(۲) **مد فرعی :** حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار سے بڑھا کر کھینچنا اور وہ کسی سبب پر موقوف ہو۔ جیسے :

قَالُوْٓا اٰمَنَّا، شَآءَ، يَعْلَمُوْنَ، دَآبَّةٍ وغیرہم۔

حروف مدہ اور حروف لین کو محل مد کہتے ہیں۔ اور ہمزہ سکون اور تشدید کو سبب مد کہتے ہیں۔

مد فرعی کی اقسام : مد فرعی کی چار اقسام ہیں۔

(۱) مد واجب (۲) مد جائز (۳) مد لازم (۴) مد عارض

(۱) **مد واجب :** حروف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو۔ جیسے :

سَآءَ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ مَآءً۔ سُوْٓءُ۔ سِيْٓءَ وغیرہم۔

اسے مد واجب اور مد متصل کہتے ہیں۔ اس کی مقدار توسط ہے۔

(۲) **مد جائز :** حروف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو۔ مثلاً وَمَآ اُمِرُوْا۔ بَلٰٓى اِنْ۔ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا وغیرہم۔

اسے مد جائز اور مد منفصل بھی کہتے ہیں۔اس کی مقدار بھی توسط ہے۔

(۳) مد لازم : مد لازم کی پانچ قسمیں ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) مد لازم حرفی مخفف : حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات ۵۰ میں سکون ہو۔ مثلاً :

حٰمٓ، قٓ، صٓ، نٓ وغیرہم۔اس کی مقدار طول ہے۔

(ب) مد لازم حرفی مثقل : حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں تشدید ہو مثلاً :

الٓمّٓ۔ الٓمّٓرٰ۔ وغیرہم۔میں حرف لام پر مد اس کی مقدار طول ہے۔

(ج) مد لازم کلمی مخفف : حروف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون اصلی ہو جیسے :

آلْئٰنَ اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(د) مد لازم کلمی مثقل : حرف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں تشدید ہو جیسے :

ضَآلِّیْنَ۔ تُضَآرَّ۔ اَتُحَآجُّوْنِّیْ۔ تَاْمُرُوْٓنِّیْ۔ دَآبَّةٍ اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(ر) مد لازم لین : حرف لین کے بعد حروف مقطعات میں سکون ہو۔ جیسے :

حٰمٓ عٓسٓقٓ (شوریٰ) کٓھٰیٰعٓصٓ (مریم) میں حرف عین پر جو مد ہے اس کی مقدار طول ہے۔

(۴) مد عارض : اس کی دو قسمیں ہیں۔

۵۰۔ قرآن کریم کی انتیس سورتوں کے شروع میں جو حروف تہجی الگ الگ پڑھتے جاتے ہیں۔انہیں حروف مقطعات کہتے ہیں۔یہ حروف کل چودہ ہیں۔ان کا مجموعہ یہ ہے : مَنْ قَطَعَكَ صِلَهُ سُحَيْرًا یا نَقَصَ عَسَلُكُمْ حَتّٰى طَاهِرٌ ہے۔

(الف) مد عارض لین : حرف لین کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو- جیسے خوف- صیف اس کی مقدار طول' توسط اور قصر ہے- مگر قصر اولیٰ ہے-

(ب) مد عارض وقفی : حرف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو- جیسے: تُعَلَّمُوْنْ- تُكَذِّبَانْ- اَلْمُسْلِمِيْنْ- رَحِيْمْ- مُقِيْمْ اَلْيَقِيْنْ-

اس کی مقدار بھی طول [۵۱]' توسط اور قصر ہے- لیکن طول اولیٰ ہے-

اجتماع ساکنین کے بیان میں

اجتماع ساکنین کا معنی دو ساکنوں کا اکٹھا ہونا-

تعریف : دو ساکنوں کا ایک یا دو کلموں میں جمع ہونا اجتماع ساکنین کہلاتا ہے-

مثلاً :

ءَآلْئٰنَ' يَعْلَمُوْنَ' لَيْلَةِ الْقَدْرِ' قَالُوا الْئٰنَ' يَسْرِ

اس کی دو قسمیں ہیں :

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ : دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو- علی حدہ کے معنی ہے کہ وہ اپنے حال پر بر قرار رہیں- ان میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے- ءَآلْئٰنَ- دَآبَّةٍ- يَكْذِبُوْن- تُرْجَعُوْنَ- اَلْعٰلَمِيْنَ- عَلِيْمٌ- الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ- صٰدِقِيْنَ- مُعْرِضُوْنَ- يَعْمَهُوْنَ- نٓ- صٓ- قٓ وغیرہم-

---

[۵۱] طول کی مقدار تین الف اور توسط کی مقدار دو الف اور دوسرے قول پر طول کی مقدار پانچ الف اور توسط کی مقدار تین الف ہے- اور یہ مقدار مد اصلی کے علاوہ ہے- اور قصر کی مقدار دونوں قولوں میں ایک الف ہی ہے-

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ : دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ نہ ہو۔

اِذَا یَسْرِ۔ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ۔ عَشْرٍ۔ اَلْفَجْرِ۔ اَلْعُسْرَ۔ حِجْرٍ اور یہ صرف وقف میں ہوتا ہے۔اس لیے اس میں تغیر کی ضرورت نہیں۔

دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہو کہ دونوں اپنے حال پر بر قرار نہ رہیں اور ان میں تغیر و تبدل کیا جائے۔ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ۔ اَمِ ارْتَابُوْا۔ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا وغیرہم۔

اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) حذف کرنا (۲) ضمہ دینا (۳) فتح دینا (۴) کسرہ دینا

(۱) حذف کرنا : جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس پہلے ساکن کو گرا کر پڑھیں گے۔ مثلاً وَقَالَا الْحَمْدُ۔ قَالُوا الْئٰنَ۔ ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ فِی الْاَرْضِ۔ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ جَابُوا الصَّخْرَ۔ وَاِذَا الْکَوَاکِبُ۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ۔ فَذُوْقُواالْعَذَابَ وغیرہ

توضیح : وَقَالَا الْحَمْدُ: یہ اصل میں وَقَالَا اَلْحَمْدُ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر قَالَا کے الف اور اَلْحَمْدُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ پہلا ساکن قاعدہ کے موافق گرا دیا گیا۔ تو وَقَالَا الْحَمْدُ بن گیا۔اور اسی طرح باقی مثالوں کو بھی سمجھ لیں۔

(۲) ضمہ دینا : اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن میم جمع یا واو لین جمع ہو تو اس پہلے ساکن کو ضمہ دے کر پڑھیں گے۔ مثلاً عَلَیْهِمُ الْقِتَالَ۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ۔ مِنْهُمُ الْقِرَدَةُ۔ وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ۔

اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ- عَصَوُا الرَّسُوْلَ وغیرہ-

توضیح : اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ : یہ اصل میں اٰتَوْا اَلزَّکٰوۃَ تھا- ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا- اٰتَوْا کی واؤ اور اَلزَّکٰوۃَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ بن گیا-

توضیح : عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ: یہ اصل میں عَلَیْھِمْ اَلْقِتَالُ تھا- ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا- عَلَیْھِمْ کی میم اور اَلْقِتَالُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا- قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ بن گیا- اس پر باقی مثالوں کو قیاس کرلیں-

(۳) فتحہ دینا : جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن مِن حرف جر کا نون اور الم کی میم ہو تو پہلے ساکن کو فتحہ دے کر پڑھیں گے- مِنَ الْعِلْمِ- الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ- مِنَ النَّاسِ- مِنَ الَّذِیْنَ- مِنَ الْمُعْصِرَاتِ- مِنَ اللّٰهِ وغیرہم-

توضیح : مِنَ الْعِلْمِ : یہ اصل میں مِنْ اَلْعِلْمِ تھا- ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا- مِنْ کے نون اور اَلْعِلْمِ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا- قاعدے کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو مِنَ الْعِلْمِ بن گیا-

توضیح : الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ : یہ اصل میں الٓمّٓ ۝ اَللّٰهُ تھا- ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا- الٓمّٓ کی میم اور اللہ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا- قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو الٓمّٓ اللّٰهُ بن گیا- اسی طرح باقی مثالوں کو سمجھ لیں-

(۴) کسرہ دینا : اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں- کہ پہلا ساکن مِنَ کے نون- الٓمّٓ کی میم، میم جمع اور واؤ لین جمع کے علاوہ کوئی حرف غیر مدہ ہو تو

اس پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھیں گے۔

جیسے اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ - اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ- قَدِیْرُنِ الَّذِیْ- شَیْبَانِ السَّمَآءُ- لُمَزَۃِ نِ الَّذِیْ- یَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ- قُلِ اللّٰھُمَّ- بَلِ اللّٰہُ- عَنِ الَّذِیْنَ- اَنِ اضْرِبْ وغیرہ۔

توضیح : اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ: یہ اصل میں اَمْ اَللّٰہُ الْوَاحِدُ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا اَمْ کی میم اور لفظ اَللّٰہُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق ہے پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ بن گیا۔

توضیح : قَدِیْرُنِ الَّذِیْ : یہ اصل میں قَدِیْرٌ اَلَّذِیْ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا۔ قَدِیْرٌ کے نون تنوین اور اَلَّذِیْ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو قَدِیْرُنِ الَّذِیْ بن گیا۔

اسی طرح باقی مثالیں بھی ہیں۔

ہائے ضمیر کا بیان

ھاء کی دو قسمیں ہیں : (۱) ہائے اصلیہ (۲) ہائے زائدہ

(۱) ہائے اصلیہ :

ھائے اصلیہ اس ھاء کو کہتے ہیں۔ جو نفس کلمہ کی ھاء ہو۔ یعنی کلمہ کا جز ہو۔ اگر اسے کلمہ سے جدا کر دیا جائے تو معنی خراب ہو جائے۔ جیسے : نَفْقَہُ کَثِیْرًا- فَوَاکِہُ کَثِیْرًا- لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ- لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ- غَیْرُ مُتَشَابِہٍ- وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور لفظ اَللّٰہُ کی ہاء- مذکورہ تمام ھاءآت اصلیہ ہیں۔

(۲) ہائے زائدہ : ھائے زائدہ اس ھاء کو کہتے ہیں جو نفس کلمہ کی نہ ہو۔

ھائے زائدہ کی تین قسمیں ہیں۔

(الف) ھائے ضمیر (ب) ھائے سکتہ (ج) ھائے مدورہ

(الف) ھائے ضمیر : کلمہ کے آخر میں مثل کاف کے جو ھاء لاحق ہوتی ہے اسے ھائے ضمیر کہتے ہیں۔ہائے ضمیر مکسور ہوتی ہے یا مضموم۔

ھائے ضمیر مکسور : ھائے ضمیر سے ماقبل اگر کسرہ ہو یا یائے ساکن ہو تو ھائے ضمیر مکسورہ ہوگی۔ مثلاً عَلَيْهِ۔ بِهِ اللّٰهُ۔ اِلَيْهِ۔ لِاَبِيْهِ۔ مگر اس قاعدہ سے چار کلمات مستثنیٰ ہیں۔

(۱) وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ ~۵۲ (سورۃ الکھف) (۲) عَلَيْهُ اللّٰهَ (سورۃ الفتح)

(۲) اَرْجِهْ ~۵۳ (سورۃ الاعراف، سورۃ الشعرآء)(۳) فَاَلْقِهْ (سورۃ النمل)

نوٹ : دو جگہ مضموم اور دو جگہ ساکن ہے۔

ھائے ضمیر مضموم : ھائے ضمیر سے ماقبل اگر فتح، ضمہ یا یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی اور حرف ساکن ہو تو ہائے ضمیر مضموم ہوگی۔ مثلاً لَهُ الْخَلْقُ، اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ، اِنِّىْ لَكُمْ مِنْهُ، تُبْدُوْهُ، تُخْفُوْهُ، اَخَاهُ، نَادَيْنٰهُ مگر اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ وَيَتَّقْهِ ~۵۴ (سورۃ النور)

~۵۲ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ، عَلَيْهُ اللّٰهُ ان دونوں کلموں میں ہائے ضمیر قاعدہ کے موافق مکسور ہونا چاہیے تھی لیکن ہائے ضمیر میں ضمہ اصل ہے۔ یہاں اصل کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ ہی پڑھا گیا ہے۔

~۵۳ اَرْجِهْ فَاَلْقِهْ یہ کلمے اصل میں اَرْجِیْ فَاَلْقِیْ ہیں۔اور یہ دونوں امر کے صیغے ہیں اگر امر کا آخر حرف علت ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہاں یا کو حذف کر کے اس کے قائم مقام ھا کو کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل میں حرف علت ساکن تھے۔

~۵۴ وَيَتَّقْهِ یہ اصل میں وَيَتَّقِيْهِ تھا۔اور ما قبل مَنْ کی وجہ سے یاء حذف ہوئی۔ یہاں بھی اصل کے مطابق ہاء مکسور پڑھی جارہی ہے اور حفص نے قاف کو ساکن پڑھا ہے تو وَيَتَّقْهِ ہو گیا۔

صلہ کا بیان

صلہ کا معنی کھینچنے کے ہیں۔

صلہ کی تعریف :

ھائے ضمیر کو اس طرح کھینچنا کہ اس کے کھینچنے سے واؤ یا یاء مدہ پیدا ہو۔ہائے ضمیر اگر قاعدہ کے موافق مضموم ہو گی تو صلہ کرنے سے واؤ مدہ پیدا ہو گی اور ہائے ضمیر اگر مکسور ہو گی تو پھر یائے مدہ پیدا ہو گی جیسے لَهٗ۔ بِهٖ۔

صلہ کا قاعدہ :

ھائے ضمیر کا ما قبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو ہائے ضمیر میں صلہ ہو گا۔جیسے قَوْلُهٗ اَلْقٰهَا۔ اِلٰى مَرْيَمَ۔ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ۔ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔ مگر اس سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ یَرْضَهُ لَكُمْ ~۵۵ (سورۃ الزمر) اس میں صلہ نہ ہو گا۔

عدم صلہ کا قاعدہ :

ھائے ضمیر کے ما قبل یا مابعد اگر کوئی حرف ساکن ہو یا مابعد مشدد ہو تو ھائے ضمیر میں صلہ نہیں ہو گا۔جیسے : مِنْهُ۔ لَهُ الدِّيْنِ۔ لَهُ الْمُلْكُ۔ مِنْهُ اٰيٰتٌ وغیرہ۔
مگر اس قاعدے سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔~۵۶ فِيْهٖ مُهَانًا (سورۃ الفرقان)

(۲) ھائے سکتہ :

کلمہ کی آخری حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے جو ھاء لائی جاتی ہے۔اسے ھائے

~۵۵ یَرْضَهُ لَكُمْ میں صلہ نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں یَرْضَاهُ ہے۔شرط کی وجہ سے الف حذف کر دیا گیا ہے۔اصل کا اعتبار کرتے ہوئے صلہ نہیں کیا گیا۔

~۵۶ فِيْهٖ مُهَانًا اس میں قاعدہ کے موافق اشباع نہیں ہونا چاہیے تھا مگر یہاں جَمْعًا بَيْنَ اللُّغَتَيْنِ صلہ کیا گیا ہے۔

سکتہ کہتے ہیں-ہائے سکتہ وقفاًوصلاً ساکن ہوتی ہے-اور یہ قرآن میں نو مقام پر ہیں-
(۱) لَمْ يَتَسَنَّهْ (البقرہ) (۲) فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام)(۳) كِتَابِيَهْ (دو جگہ الحاقہ میں) (۵-۴) سُلْطَانِيَهْ (الحاقہ) (۶) مَالِيَهْ (الحاقہ) (۷) مَاهِيَهْ (الحاقہ) (۹-۸) حِسَابِيَهْ .(دو جگہ سورۃ الحاقہ)

ھائے مدورہ :

تانیث کی وہ تائے مدورہ جو وقف میں ھائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے جیسے : جَنَّةٌ سے جَنَّهْ- اٰيَةٌ سے اٰيَهْ-

اس سے ۵۷ پر روم اور اشمام جائز نہیں ہے-

وقف کا بیان

وقف کے لغوی معنی ٹھہرنے اور رُکنے کے ہیں-

وقف کی تعریف :

کلمہ غیر موصول کے آخر میں سانس توڑ کر ٹھہرنا-

وقف کی اقسام :

باب الوقف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے-

(الف) وقف بلحاظ موقوف علیہ

(ب) وقف بلحاظ معنی-

۵۷ ہائے ضمیر پر روم اور اشمام کے بارہ میں قراء کا اختلاف ہے-بعض کے نزدیک روم اور اشمام ہر حالت میں جائز ہے اور بعض کے نزدیک جس وقت ہائے ضمیر کے ماقبل واؤ مدہ اور یائے مدہ نہ ہو یا ضمہ اور کسرہ نہ ہو تو اس وقت وقف بالروم اور وقف بالاشمام جائز ہے باقی صورتوں میں روم اور اشمام جائز نہیں ہے-

وقف کی اقسام بلحاظ موقوف علیہ

بلحاظ موقوف علیہ کے وقف کی چار اقسام ہیں-

(۱) وقف بالاسکان (۲) وقف بالروم

(۳) وقف بالاشمام (۴) وقف بالابدال

(۱) وقف بالاسکان :

موقوف علیہ اگر متحرک ہے تو اس کو ساکن کر کے وقف کرنے کو وقف بالاسکان کہتے ہیں- یہ تینوں حرکتوں زیر' دو زیر' زبر' پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے- جیسے : يَعْلَمُوْنَ ○ مَخْتُوْمٌ ○ كَرِيْمٌ ○ وغیرہم-

(۲) وقف بالروم :

موقوف علیہ کی حرکت کے تہائی حصہ پڑھنے کو وقف بالروم کہتے ہیں- یہ صرف دو حرکتوں زیر' دو زیر' پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے جیسے : لِيَعْبُدُوْنِ ○ شَكُوْرٌ ○ وغیرہم-

تنبیہ :

وقف بالروم صرف حرکت اصلی پر ہوتا ہے عارضی پر نہیں ہوتا- جیسے : اَنْذِرِ النَّاسَ میں اَنْذِرْ پر وقف بالروم نہیں ہوگا کیونکہ اَنْذِرْ کی راء عارضی طور پر مکسور ہوئی ہے-

(۳) وقف بالاشمام :

موقوف علیہ کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنے کو وقف بالاشمام کہتے ہیں- یہ پیش یا دو پیش پر ہوتا ہے- جیسے : نَسْتَعِيْنُ- غَفُوْرٌ پر وقفاً ہونٹوں کو گول کر کے ضمہ کی طرف اشارہ کریں گے-

نوٹ : وقف بالروم اور وقف بالاشمام کی ادائیگی ماہر استاد مجود کے سکھانے ہی سے آ سکتی ہے۔بغیر استاد کے ادائیگی پر قادر ہونا ممکن نہیں۔

تنبیہ :

روم کی طرح اشمام بھی حرکت عارضی پر نہیں ہوتا جیسے : عَصَوُ الرَّسُوْلَ میں عَصَوْ پر وقف کریں تو واؤ پر اشمام نہیں کریں گے۔

(۴) وقف بالابدال :

موقوف علیہ اگر تائے مدورہ مربوطہ یا دوزبر کی تنوین ہے تو گول تاء کو ھائے ساکنہ سے اور دوزبر کی تنوین کو الف مدہ سے بدلیں گے۔اسے وقف بالابدال کہتے ہیں۔ مثلاً خَلِیْفَةً سے خَلِیْفَهْ۔ نِسَآءً سے نِسَآءَا وغیرہ۔

(ب) وقف کی اقسام بلحاظِ معنیٰ :

بلحاظ معنیٰ وقف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وقف تام (۲) وقف کافی
(۳) وقف حسن (۴) وقف قبیح

(۱) وقف تام :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے کوئی لفظی یا معنوی تعلق نہیں ہے تو اسے وقف تام کہتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ کے ابتدائی اَلْمُفْلِحُوْنَ پر وقف کرنا وقف تام ہے کیونکہ یہاں مومنوں کا بیان ختم ہو گیا ہے اور اگلی آیت سے کافروں کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

(۲) وقف کافی :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے معنوی تعلق ہو اور لفظی تعلق نہ ہو تو اسے وقف کافی کہتے ہیں۔ مثلاً یُنْفِقُوْنَ۝ اور یُوْقِنُوْنَ۝ پر وقف کرنا وقف کافی ہے کیونکہ ابھی یُنْفِقُوْنَ کے بعد مومنوں کا بیان جاری ہے۔وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ

مابعد سے ابتدا کی جائے۔

(۳) وقف حسن :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے تعلق لفظی و معنوی دونوں ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الٰہی کے خلاف نہ ہوتے ہوں تو اسے وقف حسن کہتے ہیں۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف کرنا وقف حسن ہے۔

(۴) وقف قبیح :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی و معنوی دونوں تعلق ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الٰہی کے خلاف ہوتے ہوں تو ایسے وقف کو وقف قبیح کہتے ہیں۔ جیسے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ یا يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ میں كَيْفَ اور اَلصَّلٰوةَ پر وقف کرنا وقف قبیح کہلاتا ہے۔ ان دونوں وقفوں یعنی وقف حسن اور وقف قبیح[۵۸] کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اعادہ کر کے پڑھیں گے۔

---

[۵۸] وقف قبیح سے معنی غیر مراد لازم آتا ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے طلباء کی آسانی کے لیے چند مثالیں لکھی جاتی ہیں :

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ وَمَنْ يُّضْلِلْ (سورۃ الاعراف)	پر وقف
فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا (سورۃ آل عمران)	پر وقف
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ (سورۃ ابراہیم)	پر وقف
اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ (سورۃ الانفطار)	پر وقف
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ (سورۃ الذریت)	پر وقف
فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ (سورۃ البقرۃ)	پر وقف
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وغیرہ (سورۃ النساء)	پر وقف

معنی پر غور کرنے سے مذکورہ امثلہ سمجھ میں آسکتی ہیں۔

نوٹ : وقف حسن اگر آیت پر ہے تو مابعد سے ابتداء کریں گے-اگر آیت کے درمیان میں ہے جہاں کوئی معتبر وقف کی علامت نہ ہو تو ما قبل سے اعادہ ہوگا-

وقف کے متعلق دیگر ضروری معلومات

وقف کی اقسام جاننے کے بعد اب قرآن مجید میں اس کے مطابق وقف کیا جائے-
ورنہ درج ذیل علامات کا خیال کیا جائے-

(۱) جہاں گول آیت کا نشان O ہے یا وقف کے نشانات مثلاً ط، م اور ج ہیں- صرف وہاں ہی وقف کریں-اس وقف میں اعادہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے بلکہ آگے سے ابتدا کی جائے-

(۲) اگر آیت کے درمیان غیر مناسب جگہ پر وقف ہو جائے تو ما قبل سے اعادہ ضروری ہے-

(۳) جس جگہ وقف کیا جائے وہاں آواز اور سانس کا توڑنا ضروری ہے-وقف کرتے وقت آواز روکنا اور سانس نہ لینا عیب ہے اس سے بچنا چاہیے-

(۴) وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے-جس جگہ کلمہ جس طرح لکھا ہے-وہاں ایسے ہی وقف کرنا چاہیے-مثلاً " اَنَا " کا الف وصلاً نہیں پڑھا جاتا مگر وقفاً الف پڑھا جائے گا-اسی طرح مندرجہ ذیل قرآنی کلمات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں-

اَلظُّنُوْنَا	سورۃ الاحزاب	لٰكِنَّا	سورۃ الکھف
اَلرَّسُوْلَا	سورۃ الاحزاب	اَنَا	جہاں بھی آئے
اَلسَّبِيْلَا	سورۃ الاحزاب	سَلٰسِلَا	سورۃ الدہر
قَوَارِيْرَا (پہلا)	سورۃ الدہر		

نوٹ : سَلٰسِلَا میں وقفاً دو طرح پڑھا جا سکتا ہے-سَلٰسِلَا یعنی الف

کے اثبات سے پڑھنا اور سَلٰاسِلَ یعنی الف کے حذف سے پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔

تنبیہ : مندرجہ ذیل کلمات میں جو الف لکھا ہوا ہے۔وہ متکلم کی ضمیر کا نہیں ہوتا بلکہ نفس کلمہ کا ہے۔ان کلمات کے اَنَا کا الف ہمیشہ اور ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

مثلاً :

اَنَا سِیَّ	سورۃ الفرقان	وَاَنَا بُوْا	سورۃ الدھر
اَلْاَنَامِلَ	سورۃ آل عمران	جَآءَ نَا	سورۃ الملک
مَنْ اَنَابَ	سورۃ آل عمران	وغیرہ	

(۵) جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے۔اس قاعدہ سے مندرجہ ذیل قرآنی کلمات مستثنیٰ ہیں۔ان کلمات میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا۔

اَوْيَعْفُوْا	سورۃ البقرۃ	لِيَبْلُوْا	سورۃ محمد
اَنْ تَبُوْٓءَا	سورۃ المائدہ	نَبْلُوْا	سورۃ محمد
لِتَتْلُوَا	سورۃ الرعد	ثَمُوْدَا	سورۃ ہود، الفرقان
لَنْ نَّدْعُوَا	سورۃ الکہف	قَوَارِيْرَا (دوسرا)	سورۃ الدھر
لِيَرْبُوْا	سورۃ الروم		

(۶) جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے تو بعض کلمات قرآنی ایسے بھی ہیں۔جن کے بعض حروف محذوف ہوتے ہیں۔ان کلمات کے حذف شدہ حروف کو وقفاً وصلاً محذوف پڑھتے ہیں۔ مثلاً "وَاِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ" کہ اصل میں فَاتَّقُوْنِیْ تھا۔اسی طرح يُؤْتِ اللّٰهُ، وَاخْشَوْنِ،

فَارْهَبُوْنِ، نُنجِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِذَايَسْرِ اور فَمَآ اٰتٰنِ يَ اللّٰهُ میں بھی وقف رسم کے تابع ہوگا- فَمَآ اٰتٰنِ يَ میں چونکہ یائے مفتوحہ ہے-اس لیے اس کلمہ میں حفصؒ کے نزدیک یاء کا حذف اور اثبات دونوں طرح ثابت ہیں-

تنبیہ :

قرآن مجید میں بعض جگہ نون تنوین رسماً لکھا ہوا ہے-اس لیے وقفاً یہ نون تنوین بدستور ثابت رہے گا- مثلاً وَكَاَيِّنْ کہ اصل میں وَكَاَيٍّ ہے-

(۷) قرآن مجید میں بعض جگہ سکتہ ہے- سکتہ کا مطلب ہے کہ آواز بند کر کے بلا سانس توڑے تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا- اور یہ سکتہ قرآن مجید میں کل چار جگہ آیا ہے- گو دوسری روایات میں بکثرت آیا ہے-

عِوَجًا سکتہ قَيِّمًا	سورۂ الکہف	مَنْ سکتہ رَاقٍ	سورۂ القیامہ
مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا	سورۂ یٰسین	بَلْ سکتہ رَانَ	سورۂ المطففین

بَلْ رَانَ اور مَنْ رَاقٍ میں گو ادغام بھی جائز ہے- مگر سکتہ کیا جاتا ہے- جب سکتہ کیا جائے گا تو ادغام نہیں ہوگا اور اگر ادغام کیا جائے گا، تو سکتہ نہیں ہوگا- اس کو سکتہ معنوی کہتے ہیں-

قرآن مجید میں بعض کلمات ایسے ہیں جن میں الف مرسوم ہوتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا- مثلاً :

لَا۟اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ	سورۂ آل عمران	لَا۟اِلَى الْجَحِيْمِ	سورۂ الصّٰفّٰت
وَلَا۟اَوْضَعُوْا	سورۂ التوبہ	لَا۟اَنْتُمْ اَشَدُّ	سورۂ الحشر
اَوْلَا۟اَذْبَحَنَّهٗ	سورۂ النمل	اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ	سورۂ آل عمران
مَلَا۟ئِهٖ	سورۂ البقرہ	نَبَا۟ئِ	سورۂ الانعام
لِشَا۟ئٍ	سورۂ الکہف		

قرآن مجید میں چار کلمات ایسے ہیں جو صاد سے لکھے ہوئے ہیں مگر صاد پر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً:

يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ	سورۃ البقرہ	اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ	سورۃ الطور
فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً	سورۃ الاعراف	بِمُصَۜيْطِرٍ	سورۃ الغاشیہ

ان کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دو کلمات میں خالص سین تیسرے میں سین یا صاد اور چوتھے میں صرف صاد پڑھو۔

سورۃ یوسف میں وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ اور سورۃ العلق میں لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ آرہا ہے جب وَلَيَكُوْنًا اور لَنَسْفَعًا پر وقف کرو تو قاعدہ کے موافق دو زبر کی تنوین کو الف سے بدل دو۔ کیونکہ یہ تنوین اصل میں نون ساکنہ ہے۔ وقف رسم کے اعتبار سے ہوگا۔ اصل کے اعتبار سے نہیں۔

سیدنا حفص رحؒ کی سند

ابوعمرو حفصؒ بن سلیمان کوفی نے امام ابوبکر عاصم بن ابی النجودؒ سے قراءۃ حاصل کی۔ امام عاصم کوفی تابعیؒ نے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمیؒ (نابینا) اور ابومریم زر بن حُبیش بن حباشہ اسدیؒ۔ اور ابوعمرو سعد بن الیاس شیبانی کوفی سے قراءۃ حاصل کی۔ مذکورہ تینوں حضرات کبار تابعین میں سے ہیں۔

ان تینوں حضرات نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت حارث بن حسانؓ سے قراءۃ حاصل کی۔

ان تمام حضراتؓ نے حضرت محمد ﷺ سے قراءات کو حاصل کیا۔ احقر تا سیدنا حفصؒ

کی سند آگے بیان ہو گی روایت حفصؒ کے اکثر اور ضروری قواعد اس کتاب میں لکھے گئے ہیں- باقی علم القراءۃ۵۹ و علم رسم الخط۶۰ و علم اوقاف پر ان شاء اللہ مستقل کتب لکھی جائیں گی- اللہ تعالیٰ توفیق دے- اور اس کتاب کو احقر کے لیے ذریعہ نجات بنائے- آمین-

العبد الضعیف

محمد ادریس العاصم عفی عنہ

۵۹- اس موضوع پر لبلاغ النشع فی القراءات السبع اور احسن المقال فی القراءات الثلاث چھپ چکی ہیں-

۶۰- علم رسم الخط پر نفائس البیان فی رسم القرآن چھپ چکی ہے-

معلومات قرآنیہ

قرآن مجید کی تعریف

قرآن مجید وہ کلام معجز ہے جسے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا جسے صحیفوں میں لکھا جاتا ہے-اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور جس کی حفاظت کا ذمہ خود ذات باری تعالیٰ نے لیا ہے-

قرآن مجید کو متاخرین نے تیس دنوں کے موافق تیس پاروں میں تقسیم کیا ہے- قرآن مجید میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں- قرآن کریم کی آیات کی تعداد میں علماء کوفہ' علماء شام' علماء بصرہ' علماء مکہ اور علماء مدینہ کا اختلاف [۱] ہے-

پس جمہور کے نزدیک قرآن مجید کی بسم اللہ کے بغیر (6236) آیات ہیں اور بسم اللہ کے ساتھ (6349) آیات ہیں- قرآن کے کلمات (86430) ہیں اور حروف کے بارے میں بھی اختلاف [۲] ہے-

پس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن کے حروف (322670) ہیں- قرآن کے رکوع (558) ہیں-

---

[۱] اس اختلاف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہے اور دوسرا گروہ ان کو قرآن میں داخل نہیں کرتا-بلکہ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ جس گروہ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جس جگہ وقف کرنا پایا گیا انہوں نے اس کو ایک آیت شمار کیا اور جن علماء کے نزدیک دونوں جگہوں میں وقف کرنا ثابت نہ ہو بلکہ وصل ثابت ہو تو انہوں نے دونوں کو ایک آیت سمجھا-

[۲] اس اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ بعض علماء نے مشدد حرف کو ایک حرف اور بعض نے دو حروف شمار کیے ہیں-

مختلف اعتبار سے قرآن مجید کے نصف

(۱) حروف کے اعتبار سے قرآن مجید کا نصف سورۃ الکہف میں کلمہ نُكْرًا کے نون پر ہوتا ہے۔

(۲) کلمات کے اعتبار سے نصف سورۂ الحج میں کلمہ الجُلُوْدُ کی دال پر ہوتا ہے۔

(۳) آیات کے اعتبار سے نصف سورۂ الشعراء میں يَاْفِكُوْنَ پر ہوتا ہے۔

(۴) اور سورتوں کے اعتبار سے سورۂ الحدید پر قرآن مجید کا نصف ہوتا ہے۔

(۵) نیز رکوعات کے اعتبار سے قرآن کریم کا نصف سورۂ الحج کے پانچویں رکوع پر ہوتا ہے۔

عیوبِ تلاوت

حکم	تعریف	اسم
مکروہ	مدات اور حرکات میں آواز کو ہلانا۔	ترعید
مکروہ	حرکات کو پورا پورا ادا نہ کرنا۔	تحقیش
حرام	حروف کو اس قدر جلدی جلدی پڑھنا کہ سمجھ نہ آئے۔	تعجیل
حرام	ہر جگہ غنہ کرنا۔اس کا دوسرا نام صرصرا ہے۔	تطنین
مکروہ	مدات اور حرکات میں آواز حد سے زیادہ کھینچنا۔	تطویل
حرام	کسی حرف کو مخفف پڑھنا۔	ہمزمہ
مکروہ	قرآن کریم کو گا کر پڑھنا(تجوید کے ساتھ)	زمزمہ یا
حرام	قرآن مجید کو گیت کے لہجے میں پڑھنا(بغیر تجوید کے)	ترصیق
حرام	وسط کلام میں وقف کرنا اور بعد سے ابتدا کرنا۔	تعویق
مکروہ	حروف کو چبا چبا کر پڑھنا۔	تمضیع

علامت وقوف

o یہ گول دائرہ کی علامت ہے -اور بعض اس میں نقطہ بھی لکھتے ہیں- بعض لفظ پر ہی بس کرتے ہیں- یہاں ٹھہرنا چاہیے-

م یہ وقف لازم کی طرف اشارہ ہے- یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیے- ورنہ کلام کا معنی بدل جائے گا-

ط یہ وقف مطلق کے لیے اشارہ ہے- یہاں ٹھہرنا بہتر ہے اس صورت میں جبکہ دوسرے جملہ سے ابتداء کرنا مقصود ہو-

ج یہ وقف جائز کی علامت ہے- یہاں وقف کرنا یا نہ کرنا برابر ہے- چاہے کرے یا نہ کرے-

ز یہ ٹھہرنے کی علامت ہے- اگر ٹھہرا جائے تو بھی جائز ہے-

ص یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں (ٹھہرنے یعنی) وقف کی رخصت ہے یعنی طول کلام کی وجہ سے یہاں ٹھہرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے- یہاں وقف کرنا بہتر ہے- بخلاف ز کے' یہ علامات تو وہ ہیں جو متقدمین کے نزدیک مروج تھیں- مگر متاخرین نے چند اور علامات مقرر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

صلے یہ الوصل اولیٰ کی علامت ہے- یہاں ملا کے پڑھنا بہتر ہے-

ق یہ قِیْلَ کی علامت ہے- یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے- مگر یہاں بھی نہ ٹھہرنا بہتر ہے کیونکہ قِیل ضعف وقف پر دال ہے-

صل یہ قَدْ یُوْصَلُ کی علامت ہے- یہاں وقف کرنا اولیٰ ہے-

مین یہ سکتہ کی علامت ہے- کہیں سکتہ بھی لکھ دیتے ہیں- کہ یہاں تھوڑا سا ٹھہرو اور سانس نہ توڑو-

قلا — قِیلَ لَا کی علامت ہے بعض نے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر کہا ہے۔

لا — اگر کسی آیت پر نہیں ہے تو یہاں نہ ٹھہرنا چاہیے۔ یہ وقف لازم کے مقابل میں ہے کہ م پر وقف نہ کرنے سے معنی خراب ہوتے ہیں۔ اور لا پر وقف کرنے سے یہ وقف قبیح کی صورت ہے۔ اگر آیت کے اوپر ہے تو اس میں مجودین کا بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں ٹھہرو۔ اور بعض کہتے ہیں نہ ٹھہرو۔ یہ مشورہ ہے۔

مع — یہ معانقہ کی علامت ہے کہ جہاں دو جگہ قریب قریب ہیں جن پر تین نقطے لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں میں دوسرے کو پہلے سے وہ ارتباط ہے جو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو۔ دوسرے کو تیسرے کے ساتھ ملا کر پڑھ دو۔ خواہ وقف نہ کرو۔ جیسا لَارَیْبَ۔ فِیْہِ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ میں لَارَیْبَ اور فِیْہِ میں معانقہ ہے۔ خواہ لَارَیْبَ پر وقف کرو۔ کیونکہ اس فِیْہِ کو دونوں سے ربط ہے۔ مراقبہ میں دو جگہ قریب' قابل وقف ہوتے ہیں۔ اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر ہرگز نہ کرو۔

اللّٰہ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

فہرست

میری روایت حفصؒ کی سند

میں نے روایت حفص کی سند حاصل کی (۱) اپنے شفیق استاذ محترم الشیخ المقری اظہار احمد التھانویؒ سے (۲) آپ نے حضرت الشیخ المقری عبدالمالکؒ سے (۳) آپ نے استاذ القراء قاری عبداللہ مکیؒ سے (۴) آپ نے الشیخ ابراہیم سعد بن علی المصریؒ سے (۵) آپ نے الشیخ حسن بدیرؒ سے (٦) آپ نے خاتمۃ المحققین الشیخ محمد المتولیؒ سے (۷) آپ نے الشیخ احمد الدری التھامیؒ سے (۸) آپ نے الشیخ احمد سلموتہؒ سے (۹) آپ نے الشیخ ابراہیم العبیدیؒ سے (۱۰) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن الاجھوریؒ سے (۱۱) آپ نے الشیخ احمد البقریؒ سے (۱۲) آپ نے الشیخ محمد البقریؒ سے (۱۳) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ سے (۱۴) آپ نے اپنے والد الشیخ شحاذۃ الیمنیؒ سے (۱۵) آپ نے الشیخ ناصر الدین الطبلاویؒ سے (۱٦) آپ نے شیخ زکریا الانصاریؒ سے (۱۷) آپ نے الشیخ رضوان العقبیؒ سے (۱۸) آپ نے محقق محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ سے (۱۹) آپ نے الشیخ عبدالرحمٰن بن احمد البغدادیؒ سے (۲۰) آپ نے الشیخ محمد بن احمد المعروف بالصائغؒ سے (۲۱) آپ نے الشیخ علی بن شجاع المعروف بالکمال الضریر والد شاطبیؒ سے (۲۲) آپ نے امام شاطبیؒ سے (۲۳) آپ نے الشیخ ابی الحسن علی بن ھذیلؒ سے (۲۴) آپ نے ابی داؤد سلیمان بن نجاحؒ سے (۲۵) آپ نے امام ابو عمرو عثمان الدانیؒ سے (۲٦) آپ نے الشیخ ابی الحسن طاہر بن غلبونؒ سے (۲۷) آپ نے الشیخ ابی العباس احمد بن سہل الاشنانیؒ سے (۲۸) آپ نے الشیخ ابو محمد عبید بن الصباحؒ سے (۲۹) آپ نے صاحب الروایۃ حضرت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے۔

حضرت امام حفص کوفیؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی اسناد ہم امام حفص کوفیؒ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

مصنف کی دیگر کتب

- سبحانی قاعدہ
- تحبیر التجوید (اردو)
- زینۃ المصحف (اردو)
- الفوائد السلفیہ علی المقدمۃ الجزریہ (اردو)
- المقدمۃ الجزریہ مع تحفۃ الاطفال مترجم
- حق التلاوۃ (اردو)
- شرح فوائد مکیہ (اردو)
- ابلاغ النفع فی القراءات السبع (اردو)
- احسن المقال فی القراءات الثلاث (اردو)
- نفائس البیان فی رسم القرآن (اردو)
- الاھتداء فی الوقف والابتداء (اردو)
- اہم مسائل قربانی (اردو)
- اللّٰھم (قرآن وسنت کی دعاؤں کا مجموعہ)
- شرح طیبۃ النشر فی القراءات العشر (اردو)

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمدللہ علم تجوید وقرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری، دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں بآسانی دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں تو براہ راست بلاتکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاءاللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر [redacted]

قرآئت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

تقریظ

استاذ الاساتذہ شیخ القراء والمجودین حضرت مولانا القاری والمقری اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ

Qari Izhar Ahmed Thanwi
Prof. Aloom-ul-Quran & Hadees
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

(قاری) اظہار احمد تھانوی
استاذ علوم القرآن والحدیث
(فی کلیۃ اصول الدین)
بالجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ ۔ اسلام آباد

تحبیر التجوید تالیف مولانا محمد ادریس عاصم استاذ مدرسہ عالیہ تجوید القرآن
بنگلہ ایوب شاہ لاہور۔ مسائل تجوید پر اچھی طرح روشنی ڈالنے والی کتاب ہے
تفہیم کا انداز بھی طالب علم کے لیے مشفقانہ اور خیر خواہانہ ہے۔
امید ہے کہ تشنگان تجوید محنت سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ بہت
فائدہ حاصل کریں گے اور امتحان کی تیاری میں بھی یہ کتاب انشاء اللہ مفید ثابت
ہوگی۔ الحمد للہ مصنف نے کتاب کی ترتیب میں بھی خوب کاوش اور سلیقہ
سے کام لیا ہے۔ دعا ہے کہ رب کریم افادہ اور استفادہ میں کتاب
کو عام قبولیت سے سرفرازی بخشے۔ آمین

ناچیز اظہار احمد تھانوی
استاذ مدرسہ تجوید القرآن
موتی بازار لاہور

۱۶ جمادی الثانیہ سنہ ۱۴۱۲ھ

(قاری) اظہار احمد تھانوی
پروفیسر [illegible] اصول الدین والقراءات
الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ [illegible] اسلام آباد